

اِنَّمَا يُخَشَىٰ اللهُ مِنَ الْعِبَادَةِ الْعَمَلَاءُ
 یقیناً اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ سے ڈرنے والے علمائے عبادت

لَيْسَ مِنْ عَالَمٍ اَلَا وَقَدْ اَخَذَ اللهُ
 مِيثَاقَ يَوْمٍ اَخَذَ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
 عہدیت

علماء و طاکام اور مقام

علماء کی زندگی بابت یہ جنت میں جہنم جہی
 ایسی نظرت میں ہیں کہ ان کو دیکھ کر تاراج

علماء کی زندگی بابت یہ جنت میں جہنم جہی
 ایسی نظرت میں ہیں کہ ان کو دیکھ کر تاراج

مَوْلَانَا اِمْلَانُ اللّٰهُ اَبُو حَبِيبٍ اللّٰهُ
 جامع مسجد ابو حذیفہ سید آباد کوچی روڈ پشاور

لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الْحَدِيثِ وَلَكِنَّ
 الْعِلْمَ عَنِ كَثْرَةِ الْخَشْيَةِ
 (ابو حذیفہ)

مَنْ لَمْ يَخْشَ فَمَا لَهُ مِنْ عَالِمٍ
 (ابو حذیفہ)

مکتبۃ المعارف
 محلہ جنگلی قصہ خوانی بازار پشاور شہر

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	تعداد	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۳	عالم کے چالیس گناہ اس سے	۱۲	۱	تقتاریظ	۱
"	پہلے معاف ہوتے ہیں اور	"	۲	علی اکرام کی فضیلت عام مومنین	۲
"	غیر عالم کا ایک گناہ	"	"	سے سات سو درجہ زیادہ ہے	"
۱۴	اے اللہ میرے غلغلہ پر رحم فرما	۱۳	۳	اللہ سے ڈرنے والے علماء ہیں	۳
۱۵	میرے چالیس احادیث کو	۱۴	۵	پہلے صراط پر علماء کے چہروں کا	۴
"	پہنچانے والا جنت میں میرا	"	"	نور سوج کے نور کی طرح ہوگا	"
"	رفیق ہوگا۔	"	۶	میں علم کا شہر ہوں ابو بکر صدیق	۵
۱۶	عالم کی فضیلت ستر درجہ زیادہ	۱۵	"	اس کی بنیاد ہے	"
۱۷	ایک حرف لکھنا ہزار غلام	۱۶	۷	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن	۶
"	آزاد کرنے سے بہتر ہے	"	"	علماء کو ایک جگہ جمع کر لگا	"
۱۸	عالم کو سلام کرنا ہزار سال کی	۱۷	۸	سب سے زیادہ سخی کون ہے	۷
"	عبادت سے افضل	"	۹	عالم سے اللہ نے وعدہ لیا ہے	۸
۱۹	علماء کے ساتھ خیر و بھلائی کا اجر	۱۸	۱۰	طاہر علم کے لئے ملائکہ رحمت کی نما	۹
۲۰	اے علم میں نے تم کو اپنا علم	۱۹	۱۱	شیطان پر ایک عالم ہزار	۱۰
"	اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم	"	"	عابدوں سے زیادہ سخت ہے	"
"	کو عذاب دوں۔	"	۱۳	انبیاء علیہ السلام کے بعد علماء	۱۱
۲۱	علماء کا اکرام کرو مساکین سے	۲۰	"	شفاعت کریں گے	"

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ← علماء کا کام اور مقام

مصنف ← مولانا امداد اللہ صاحب

طبع اول ← نومبر 2001ء

تعداد ← 1000 ایک ہزار

کتابت ← تحمید اللہ صاحب

ناشر ← مکتبہ المعارف محلہ جنگلی پشاور باہتمام: محمد اسحاق پھندہ و پاپان



① مکتبہ دیوبند محلہ جنگلی پشاور

② مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگلی پشاور

③ مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

کراچی

④ صادق کتب خانہ بیرون تبلیغی مرکز پشاور

⑤ مکتبہ مدینہ بیرون تبلیغی مرکز رانیوٹ

⑥ صابر حسین شمع بک انجمنی لاہور

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۹	اسلام کا صرف نام باقی ہوگا	۵۲	۳۸	رسول علیہ سلام کا دو مجلسوں پر گزار	۴۱
۵۰	جہنم کی ایک وادی	۵۳	۴۰	علم والے اور غیر علم والے برابر نہیں	۴۲
۵۱	اللہ کے نزدیک مغفرت میں قلمی	۵۴	۴۱	علماء کی ہزرتوں میں توحید	۴۳
۵۲	بے عمل عالم پر علم کی لعنت	۵۵	"	کی شہادت دیتے رہیں گے	"
۵۳	وہ عالم نہیں جو عامل نہیں	۵۶	۴۲	اللہ کی طرف سے خیر کا ارادہ	۴۴
۵۴	اور علم کو نہ چھپاؤ	۵۷	۴۳	حافظہ کی جزائی گناہوں کی وجہ سے	۴۵
۵۵	عالم کچیلے ایک منادی کی صدا	۵۸	۴۴	ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت	۴۶
۵۶	مصائب الارض	۵۹	"	سے افضل ہے	"
۵۷	علماء دو قسم کے ہیں	۶۰	۴۵	اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ	۴۷
۵۸	دنیا سے بے رغبتی	۶۱	"	خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں	"
۵۹	آگ کے لگام	۶۲	"	علماء کو زیادہ فرطتے ہیں	"
۶۰	علماء کرام کا فریضہ	۶۳	"	واذا ارادہ اللہ بقوم شراً	۴۸
۶۱	ہر مسلمان پر تین چیزیں فرض	۶۴	"	اکثر جہالم	"
۶۲	بے عمل عالم کی مثال	۶۵	۴۶	جن گھروں کے ساتھ اللہ خیر کا	۴۹
۶۳	یہ کیا بات ہے کہ.....	۶۶	"	ارادہ فرماتے ہیں ان کے چھوٹے	"
۶۴	دعوت کے بلے میں لمبی حدیث	۶۷	"	اپنے بڑوں کا احترام کرتے ہیں	"
۶۵	غیر علم والوں نے علم والوں کے	۶۸	۴۷	علم کی طلب عبارت ہے اور	۵۰
"	کیا علم حاصل کیا ہے	"	"	اور اس میں بحث کرنا جہالم ہے	"
۶۶	تین میں دو حصے دین نکل گیا	۶۹	۴۹	وعید للعلماء	۵۱

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۰	محبت کرو اور مالداروں پر رحم کرو	۳۰	۲۱	ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے	۳۰
۳۱	کسی عالم کے ساتھ ملاقات	"	۲۲	عالم کو دیکھنا عبادت ہے	"
"	ایسا ہے جیسے میرے ساتھ ملاقات	"	"	تم پر لازم ہے کہ علم سیکھو	۳۱
۳۲	عالم اللہ کی زمین پر اللہ کا امین	"	۲۳	علم مومن کا دوست ہے	"
۳۳	کسی عالم کیساتھ مصافحہ میرے	"	۲۴	کتاب دیکھنا عابد کی ترسماں	"
"	ساتھ مصافحہ کرنے کی طرح ہے	"	"	کی عبادت سے بہتر ہے	"
۳۴	علماء اور انبیاء علیہم السلام کے	۳۳	۲۴	علم میں بحث کرنا جہاد ہے	۳۲
"	جنت میں ایک درجہ کافروں	۳۴	"	جو شخص عالم کی موت پر	۳۳
۳۵	طالب العلم رکن الاسلام و یعطی	"	۲۵	نعمتیں نہ ہو وہ منافق ہے	"
"	اجرہ مع التبتین	"	"	علم دین سے کافصاحب	۳۴
۳۶	علماء کی مثال آسمان کے تاروں	۳۵	۲۶	ہر مسلمان مرد و عورت پر	۳۴
"	کی طرح ہے	"	"	عقائد صحیحہ کا علم فرض ہے	"
۳۷	نوجوان دین کے طالب اور	۳۶	۲۷	امام ابو حنیفہ، فقہ کی تعریف	۳۵
"	عابد کو ۷۲ صدیقین کا اجر ملے گا	"	"	من خرج فی طلب العلم فهو	۳۶
۳۸	طالب علم کی رزق کی ذمہ داری	"	۲۸	فی سبیل اللہ	۳۶
"	اللہ تعالیٰ پر ہے	"	"	دین کی بات دو مردوں تک	۳۷
۳۹	ایک رکعت علم کیساتھ ایک	"	۲۹	پہنچانے والوں کے لیے	"
"	ہزار رکعتوں سے بہتر ہے	"	"	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	"
۴۰	عالم کو دیکھنے پر اللہ تعالیٰ	۳۰	۳۰	عالم اور عابد کے متعلق سوال	۳۷

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات
۴۰	۶۶	۸۳	۷۷	بنی اسرائیل کا ایک آدمی
۴۱	۶۷	۸۵	۷۸	شیطان کا ساتھ نہ دو
۴۲	۶۸	۸۶	۷۹	آگ کی قینچی سے ہونٹ کاٹے
"	"	"	"	جلابے تھے۔
۴۳	۶۹	۸۷	۷۹	یاتی ملی الناس زمان القرآن
"	"	"	"	فی واد وھم فی واد غیرہ
۴۴	۷۰	۸۸	۸۰	عمر رضی اللہ عنہ کا قول
۴۵	۷۱	"	"	اللہ کے نزدیک ناپسند عالم
۴۶	"	۸۹	"	علماء کو تو اللہ کے خزانوں سے
"	"	"	"	لینے کا طریقہ معلوم ہے
۴۷	۷۲	۹۱	۸۳	عالم کا دنیا میں داخل ہونا عذاب
۴۸	"	۹۲	۸۵	دنیا کا عالم اور آخرت کا جاہل
۴۹	۷۳	"	"	قیامت کے سخت عذاب لاعالم
۸۰	۷۴	۹۳	۸۸	علماء دین اگر اولیاء اللہ نہیں تو
"	"	"	"	آخرت میں کوئی ولی نہیں
۸۱	"	۹۴	۸۹	مسجد میں لوگ حلقہ حلقہ
"	"	۹۵	۹۰	بیٹھیں گے دنیاوی اغراض کیلئے
۸۲	۷۵	۹۶	۹۱	دنیا کی قیمت پھر کے پکے برابر
۸۳	۷۶	۹۷	۹۲	قیامت کے نزدیک ایک قسم کا طبقہ

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات
۹۸	۹۳	۱۱۶	۱۱۷	قیامت کے دن داعی مطالبہ
۹۹	۹۴	۱۱۷	۱۱۸	نوح بغیر شہادت کے نکلے گی
۱۰۰	۹۵	۱۱۸	۱۱۹	جاہل سے زیادہ کینہ آدمی
۱۰۱	۹۶	۱۱۹	۱۲۰	اے داؤد! ایسے عالم کا حال پوچھو
۱۰۲	۹۷	۱۲۰	۱۲۱	آخرت میں کام آنیوالی مشغولی
۱۰۳	۹۸	۱۲۱	۱۲۳	حاتم اصرم کا ایک قصہ
۱۰۴	۹۹	۱۲۲	"	اللہ کے نزدیک شریف آدمی
۱۰۵	۱۰۲	۱۲۳	۱۲۴	ابو حاتم رحمہ اللہ کا عجیب قصہ
۱۰۶	۱۰۵	۱۲۴	"	یہ شہر تو فرعون کا شہر ہے
۱۰۷	۱۰۶	۱۲۵	۱۲۶	یحییٰ بن زید کا خط
۱۰۸	۱۰۸	۱۲۶	۱۲۸	فتویٰ میں جلدی نہ کرو
۱۰۹	۱۰۹	۱۲۷	۱۲۹	علماء آخرت کا حال
۱۱۰	۱۱۰	۱۲۸	"	عمر کا قول
۱۱۱	۱۱۲	۱۲۹	۱۳۰	نوجوان فاسق اور عورتیں مکش
۱۱۲	۱۱۳	۱۳۰	"	اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا
۱۱۳	۱۱۴	۱۳۱	۱۳۲	صبح کو مسلمان اور شام کو کافر
۱۱۴	۱۱۵	۱۳۲	"	کوئی سال دن ایسا نہیں
"	"	۱۳۳	"	آئینہ گلاس میں لہر والے بڑے بڑے
۱۱۵	۱۱۶	۱۳۳	۱۳۸	مخالف طاقتوں کا غلبہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب دامت برکاتہ

جامعہ عثمانیہ پشاور

حضرت مولانا امداد اللہ صاحب نوجوان فاضل ہیں بھمد اللہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں فعال کردار کے مالک ہیں۔ موصوف کے علمی میدان میں آنے کا ذریعہ ہی دعوت و تبلیغ ہے اس لیے آپ موضوع کی نزاکت سے زیادہ واقف ہیں کہ بعض لوگ دیندار ہونے کے باوجود علماء کی عظمت سے بے خبر رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے بعض اعمال پر خوش فہمی کے شکار ہو کر علماء سے جوڑ اور رابطہ رکھنا یا ان کی محافل و مجالس میں حاضری غیر ضروری سمجھتے ہیں اس کا احساس لیکر مولانا صاحب نے اس پر روایات، اقوال جمع کر کے یہ بات واضح کی ہے کہ علماء کی تعظیم واجب ہے، ان سے دوری اور بعد خسران اور تباہی کا ذریعہ ہے کیوں نہ ہو کہ علماء حق سے رابطہ اور تعلق کے بغیر دین سے آگاہی مشکل ہے۔ اگرچہ کتاب کی زبان قابل توجہ ہے تاکہ تذکرہ تانیث اور دوسری غلطیوں کا ازالہ ہو کہ صاف بات قاری تک پہنچے اور جو حوالہ جات دی ہیں ان کے مراجع و ماخذ کے نقل کے اہتمام سے کتاب کی عظمت بڑھے گی، اللہ تعالیٰ مولانا امداد اللہ صاحب کی محنت اپنے دربار میں قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

عبدالحق صاحب

۱۳۱۶ھ

حضرت مولانا مفتی خالد مصباح احسانی صاحب غفرلہ

(مدرس) مدرسہ عربیہ شیعہ تبلیغی مرکز پشاور

نور و فضل علی رسولہ الکریم! اللہ کے فضل و کرم سے حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی کے اس رسالے کا بالاستیعاب مطالعہ کیا مسجد مدرسہ شیعہ تبلیغی کی مشنری کے باوجود یہ رسالہ لکھا احتقر کی رائے میں آپ کی یہ تالیف اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کتاب پر جس انداز میں مولف کی بہت افزائی کی گئی ہے اس سے شاید یہ اندازہ لگانا غلط نہ ہو گا کہ مولف کو مقصد کے مطابق کتاب کو مقرب کرنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے الحمد للہ علی ذلک و قبل متالذات۔ یقیناً علماء کرام اور عامۃ الناس کے لیے انتہائی مفید۔ اکثر لوگ علماء کی مجالس سے محروم ہیں، انشاء اللہ جب علماء کے فضائل پڑھیں گے تو علماء کے پاس جا جا کر مسائل دریافت کریں گے جس کی وجہ سے ان کی جہالت دور ہوگی اور پورے دین پر چلنے کی امنگ پیدا ہوگی۔ آج علماء اور پبلک کا آپس میں تعلق نہ رہا یہ یہود و نصاریٰ کی سب سے بڑی سازش ہے کیونکہ جتنے بھی ادیان باطلہ ہیں انکو معلوم ہے کہ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے دربار میں اور نبی کا کام لوگوں کا تعلق اللہ کے ساتھ جوڑنا ہے اور اللہ کی طاقت و قدرت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا ہے، نیز مادے اور غلط عقائد اور فاسد یقین کو دلوں سے نکالنا ہے، اور یہی کام حضرات علماء کرام کا ہے اسی بنا پر ادیان باطلہ والے اس کوشش میں ہیں کہ علماء کے ساتھ عامۃ الناس کا تعلق نہ ہو جب علماء کے ساتھ تعلق نہ ہو گا تو از خود ماتے کا یقین اور اللہ کے غیر کالیقین دل میں گھستا چلا جائیگا اور جب مانے کا یقین دل میں گھس جائیگا تو یہ دنیا کی زندگی کے سوار نے میں لگ جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے اندر بزدلی سستی پیدا ہو جائیگی اور جب بزدلی پیدا ہو جائیگی تو اللہ تعالیٰ کی بجائے غیر اللہ کا خوف پیدا ہو جائے گا اور جب اللہ کے غیر کا خوف پیدا ہو جائے تو ان کو جس طرح چاہو استعمال

بہر حال حضرت مولانا امداد اللہ صاحب کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اتنی محنت کے بعد یہ رسالہ تیار کیا اور حضرت کی یہ کاوش قلائدِ تحسین ہے بلی دغا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع و مفید بنائیں اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازا کر پورے عالم کے مسائل کے لیے ہدایت کا سبب و ذریعہ بنائیں۔

بندہ خالد مصباح احسانی

(مدرس) مدرسہ عربیہ شفیق مسجد

۲۰۰۱/۱۰/۶ بروز ہفتہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق عفی عنہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم کبسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

اللہ تعالیٰ نے جب سے اس کا رخا نہ عالم کو وجود بخشا ہے اس وقت سے انسانیت کی اصلاح و فلاح کے لیے حضراتِ انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا چنانچہ یہی حضراتِ انبیاء انسانیت کے اصلاح کا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے صدقہ حضراتِ انبیاء کرام کا سلسلہ ختم فرمایا تو اب قیامت تک یہی فریضہ حضراتِ علماء کرام انجام دیتے رہیں گے، اس لیے حضراتِ علماء کرام کو انبیاء کرام کا وارث قرار دیا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی سے کامل استفادہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے پورے مناقب و فضائل آدمی کے سامنے نہ ہوں۔

المحدث فاضل مؤلف نے اپنی اس کتاب میں اس بات کی کوشش فرمائی ہے کہ علمائے کرام کے فضائل و مناقب عامۃ الناس کے سامنے آسکیں اور علمائے کرام کے سامنے ان کی ذمہ داری پوری طرح واضح ہو سکے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دغا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشے آمین

محمد اسحاق عفی عنہ

(فاضل، متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالافتاء مدرسہ دارالقرآن رحیم آباد (سوات)

۱۴۲۲ھ ۲۱/۷

حضرت مولانا ابویاسر صدیق احمد صاحب عفی عنہ

یہ کتاب ایک ایسے موضوع پر لکھی گئی ہے جس میں علم و اہل علم کی فضیلت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں بحمد اللہ تعالیٰ ہر زبان میں موجود ہیں اس لیے کہ تمام صلحاء و اولیاء کرام اور علمائے دین کے فضائل و مناقب اور ان کے واقعات انسان کو براہ راست دکھانے اور انہیں دینی انقلاب پیدا کرنے کے لئے اکیر ہیں، علماء دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم نبوت کے وارث اور حاملین ہیں، جو آپ کی تعلیمات کو تمام دنیا اور اپنے زن و فرزند اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے، آپ کے پیغام کو اپنی جانیں دیکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے والے ہیں۔

حاملین علوم نبوت کا اسلام اور شریعت اسلامیہ میں ایک خاص مقام ہے، فاضل مؤلف جناب مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے زیر نظر کتاب میں اس بات کی سعی فرمائی ہے کہ علماء دین کے فضائل و مناقب کو نئی نسل تک پہنچا سکے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ فاضل مؤلف کو اس کا بہتر صلہ عطاء فرمائے اور تمام قارئین کو اس سے کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشے اور ملت اسلامیہ کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین؟

ابویاسر صدیق احمد عفی عنہ

ہستم مدرسہ دارالقرآن رحیم آباد روات

۱۴۲۱ھ

یہ قاعدہ ہے کہ جس کام کے فضائل زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر اس میں ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں جس کا مرتبہ اونچا ہوتا ہے اسی کے بقدر اس کے ذمہ حقوق بھی ہوتے ہیں جو منصب جتنا اونچا ہوتا ہے اتنا ہی وہ قابل مواخذہ بھی ہوتا ہے جن کاموں میں نفع زیادہ ہوتا ہے ان میں ادنیٰ بے احتیاطی سے نقصان اور خسارہ بھی اس کے بقدر ہوا کرتا ہے۔

قرآن پاک اور احادیث میں علم اور علماء کرام کے جو فضائل ذکر ہیں اور علماء کرام کو اللہ تعالیٰ نے جو اونچا مرتبہ و مقام عطا فرمایا ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوتاہی ہو تو اس پر مواخذہ بھی اسی کے بقدر ہو۔ ایک عام آدمی چوری کرے تو اس کا جرم سب سے گھٹا ہے مگر پولیس کا آدمی جب کہ وہ ڈیوٹی پر ہو وہ چوری کرے تو وہ بڑا جرم قرار دیا جاتا ہے اور اگر پولیس انسپیکٹر چوری کرے تو اس کا بھی بڑا جرم سمجھا جاتا ہے، اسی طرح چونکہ علماء کرام کا مرتبہ بہت اونچا ہے ان کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے اسی لیے ان کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں۔ اور ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں پر پکڑ بھی سخت ہیں اور ان کی بے احتیاطی اور اپنے اعلیٰ منصب کی ناقدری سے اور ان کی مال طلبی اور جاہ طلبی سے عام افراد امت کا بڑا نقصان بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝

اعْوَدُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ وَمِنَ الشَّيْءِ
الْكُفَّارِ وَمِنَ غَضَبِ الْجَبَّارِ
الْعِزَّةِ لِلَّهِ وَلَا رَسُولَهُ وَاللَّعْنَةَ
وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
اور علماء اور مؤمنین اور مؤمنات کے لیے

سورة مجادلہ آیت نمبر ۱۱

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ -

سورة مجادلہ آیات نمبر ۱۱

ف سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ علماء کرام کی فضیلت عامۃ
المؤمنین سے سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی
مسافت ہے جو پانچ سو برس میں طے ہو۔ (احیاء)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھنا اللہ
کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب یعنی تلاش کے لئے کہیں جانا
عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا
جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خراج کرنا اللہ تعالیٰ کے
یہاں قربت ہے اس لیے علم جائز ناجائز کے پہچاننے کے کسوٹے ہے
اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے والا ہے

اور سفر کا ساتھی ہے کہ کتاب دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح تنہائی میں
ایک محدث ہے خوشی اور بیخ میں دلیل ہے دشمنوں کے لیے ہتھیار ہے
حق تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک جماعت علماء کرام کو بلند مرتبہ
عطا فرماتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے
ہیں کہ ان کے نشان قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کا اتباع کیا جائے
ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جائے فرشتے ان سے دوستی کرنے کی رغبت
کرتے ہیں اپنے پردوں کو برکت حاصل کرنے کے لیے یا محبت کے طور پر ان پر
مکتے ہیں اور ہر شر اور خشک چیز دنیا کی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی
دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی پھلیاں اور جنگل کے درند اور چوپائے اور ہریلے
جالوز تک بھی دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور یہ سب اس لیے کہ علم دلوں
کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ اُمت کے بہترین افراد تک
پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اس کا مطالعہ
روزوں کے برابر ہے اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اس سے رشتے جوڑے جاتے
ہیں اور اسی سے حرام حلال کی پہچان ہوتی ہے وہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کا
تاب ہے سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے
ہیں۔ فقہنا کی ذکر " ایک آیت میں ارشاد ہے کہ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمَاءُ " سورة فاطر " یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جو
علماء ہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت علماء کا وصف خاص اور لازم ہے لیکن اس کا مطلب
بھی نہیں کہ غیر عالم میں اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لیکن جتنا علماء ڈرتے ہیں اتنا غیر عالم
نہیں ڈرتے۔

فضائل العلماء

ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ أَنَّ الْعُلَمَاءَ إِذَا أَتَوْا إِلَى الصِّرَاطِ تَلُكُّونَ
وَجْوهَهُمْ كَالشَّمْسِ الصَّاحِيَةِ وَأَنْوَارُهُمْ بَيِّنٌ أَيْدِيهِمْ
وَيَبِيدُ كُلَّ عَالَمٍ مِنْهُمْ لَوَاءٌ مِنْ نُورِ الْجَنَّةِ يُضِيءُ لَهُ مَسِيدَةٌ
حَسْمَانَةٌ عَامٌ وَتَحْتَ لَوَاءِ الْعَالَمِ كُلِّ مَنْ اقْتَدَى بِعَلْمِهِ وَكُلٌّ مَنْ
أَحْبَبَهُ فِي اللَّهِ وَمَنَادٍ يَنَادِي هُوَلَاءُ أَحِبَّاءَ اللَّهِ هُوَلَاءُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ
هُوَلَاءُ الَّذِينَ خَلَفُوا الْأَنْبِيَاءَ هُوَلَاءُ الَّذِينَ عَلِمُوا عِبَادَةَ اللَّهِ
هُوَلَاءُ الَّذِينَ دَعَا إِلَى اللَّهِ هُوَلَاءُ الَّذِينَ حَفِظُوا حُدُودَ اللَّهِ هُوَلَاءُ
مَصَابِيحُ الدُّجَى هُوَلَاءُ أُمَّةُ الْهُدَى فَإِذَا دَنُوا مِنَ الصِّرَاطِ يُوَضِّحُ
عَلَى رَأْسِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ تَاجٌ مِنْ نُورِ الْجَنَّةِ لَوْ وَضَّحَ ذَلِكَ
التَّاجُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ الْعُلْيَا لَخَرَقَ نُورُهُ إِلَى الْأَرْضِ السَّابِعَةِ
السُّفْلَى وَيَكْسِي كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ حِلَّةً مِنْ حِلَلِ الْجَنَّةِ لَسُقَى
نَشْرَتٌ تَلِكُ الْحِلَّةَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَخَطَى نُورُهَا نُورَ الشَّمْسِ وَ
لَمَاتُ الْخَلَائِقُ كُلُّهُوَ عَشَقًا إِلَى رُؤُوسِهَا وَلَمَلَّتْ الْأَرْضُ وَالْبِحَارُ
مِنْ رَاحَةِ الْمَسْكِ وَيَنْزِلُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ تَحَامُّمَةٌ مِنْ نُورِ
نَفِيهِ مِنْ حَرِّ شَرِّ جَهَنَّمَ وَمِنْ حَرِّ الشَّمْسِ وَأَنْشُدُوا -

کتاب بستان الواعظین وریاض السامعین للإمام ابی الفرج عبدالرحمن بن ابی
الحسن علی بن محمد بن محمد بن الجوزی القریظی التمیمی البکری الحنبلی المتوفی سنة ۵۹۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عبدالرحمن بن ابوالحسن سے روایت ہے عبدالرحمن نے ارشاد فرمایا کہ بعض
روایات میں ہے کہ علماء کرام جب پل الصراط پر آئیں گے تو ان کے چہروں کا نور
سورج کی چمک کی طرح ہوگا اور ان کا نور ان سے آگے ہوگی اور ہر عالم کے ہاتھ میں
ایک جھنڈا ہوگا جو جنت کے نور کا ہوگا اس کی روشنی پانچ سو سال کے فاصلے پر
ہوگی۔ اور اس جھنڈے کے نیچے یعنی اس عالم کے جھنڈے کے نیچے ہر وہ شخص
ہوگا جس نے اس عالم کی حق بات کی اقتدار کی ہو اور جس نے اس سے محبت کی ہو
اللہ تعالیٰ کے لیے، اور ایک آواز دینے والا آواز دے گا یہ ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ
کے محبوب تھے، اور اللہ تعالیٰ کے دوست تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء
علیہ السلام کے خلفا تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا دین
سکھاتے تھے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور
یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کرتے تھے اور یہ آسمان کے
سائے تھے اور ہدایت کے آئینے تھے پس جب پل صراط کے قریب ہو جائیں
گے تو ہر ایک عالم کے سر پر جنت کے نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا اگر یہ
تاج سات آسمانوں کے اوپر رکھ دی جائے تو اس کا نور ساتوں زمینوں کو
روشنی کرے گی۔ اور ہر عالم کو جنت کے سونے کے زیور پہنائے جائیں گے اگر
اس نور کے زیور کو آسمان اور زمین کے درمیان کھولا جائے تو اس نور کی وجہ سے
سورج کی روشن ٹھپ ٹھپ جائے اور اس کے دیکھنے سے سب مخلوق عشق سے مَر
جائیں۔ اور اس کی خوشبو سے زمین بھر جائے گی، اور سمندر بھی خوشبو سے
بھر جائے گا۔ اور ہر عالم کے سر پر نور کا بادل ہوگا جو اس کو سورج اور چہم کی گرمی

اس لیے نواز اٹھا کہ تمہارے جو کچھ گناہوں سب کو معاف کر دوں اور میں اس کی کچھ پرفاہ نہیں کرتا۔

علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو آدمی علم میں آگے بڑھے مگر دنیا میں زہد میں ترقی نہ کرے تو یہ اللہ کے ذات سے دور ہوتا جائے گا۔

③ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَذَرُونَ مَنْ أَحْوَرُ جَوْدًا قَالُوا اللَّهُ تَعَالَى أَحْوَرُ جَوْدًا شَرًّا أَنَا أَحْوَرُ بَنِي آدَمَ وَأَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلَيْهِ عِلْمٌ فَلَمَّا فَتَنَهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمِيرًا وَاحِدَةً أَوْ قَالَ أُمَّةً وَاحِدَةً (مشکوٰۃ)

علم سیکھا اور پھر اسے پھیلایا وہ شخص قیامت کے دن ایک امیر ہوگا یا ایک اُمت ہوگا۔

فائدہ : ارشاد فرمایا سب بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے کہ دوست اور دشمن سب کو رزق دیتا ہے پھر انسانوں میں سب بڑا سخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر عالم ہے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد سب بڑا سخی وہ ہوگا جس نے مال خرچ کیا لوگوں کو کھانا کھلایا، بلکہ یہ فرمایا کہ سب بڑا سخی وہ ہوگا جس نے دین

کا علم سیکھا اور پھر پھیلایا اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین سکھائے اور پھر پھیلانے کی توفیق دے اور آخر میں پھر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ مانند آئے گا کہ وہ کسی کے تابع نہیں ہوگا بلکہ اس کے تابع اور لوگ ہوں گے یا یہ فرمایا کہ وہ ایک جماعت کی مانند ہوگا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معزز و محترم ہوگا۔

④ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَالِمِي الْأَوْقَادِ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ يَوْمِ أَخَذَ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ يَرْفَعُ عَنْهُمْ مَسَاوِي عَمَلِهِمْ بِمَجَالِسِ عِلْمِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوْحَىٰ إِلَيْهِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا ان سے گناہ ان کے علم کے مجلس کی وجہ سے جاتا ہے یعنی علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ سے معاف کرتا ہے مگر ان کی طرف وحی نہیں ہوتی۔

فائدہ : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قرآن پاک میں

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ شَرَّحْنَا كُتُوبَكُمْ مِصْدَقًا لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا انبیاء علیہم السلام سے کہ جو کچھ تم کو کتاب اور علم شریعت سے دے دوں اور پھر تمہارے پاس کوئی اور نبی آویں جو موافق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول کی رسالت پر دل سے اعتقاد بھی

(کنز العمال جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۴۳)

(سورۃ آل عمران ۱۸)

زیادہ سے زیادہ اختیار کریں اور ان سے مسائل پوچھتے رہا کریں اس طرح شیطان کو ان کے بہکانے کے لیے رات نہیں ملے گا ورنہ جو لوگ علماء سے بے نیاز ہو کر اپنی مرضی سے عبادت وغیرہ اعمال میں لگتے ہیں وہ بہت خطرہ میں ہوتے ہیں : معلوم شیطان کب اور کس طرح ان کو بہکاوے گا۔

⑤ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے۔

كَذَلِكَ رَسَى الْعِلْمُ سَاعَةَ هَيْتَ
اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ أَحْيَائِهَا -
(داری)

⑧ البودردار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مسئلہ سیکھ لوں یہ مجھے ساری رات نفلوں میں قیام سے زیادہ محبوب ہے۔

۹ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْأَنْبِيَاءُ شَعْرَ
الْعُلَمَاءِ شَعْرَ الشَّهَدَاءِ -
(رواه ابن ماجہ)

قائدہ : امام غزالی نے ارشاد فرمایا اس حدیث سے علم کا نہایت بڑا مقام ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد اور شہادت سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے باوجود یہ کہ شہادت کی فضیلت میں بہت روایات وارد ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ عابدوں

اور مجاہدوں کو جنت میں داخلہ کی اجازت مرحمت فرمائیں گے اور علماء کو اس وقت تک دخول جنت نہیں ملی ہوگی تو علماء عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمارے علم کی برکت سے تو یہ لوگ عابد اور مجاہد ہوتے پھر ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخلہ کی اجازت کی کیا وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی طرح ہو تم سفارشیں کرو تمہاری سفارشیں قبول کی جائیں گی چنانچہ علماء سفارشیں کریں گے اس کے بعد خود جنت میں داخل ہوں گے (احیاء العلوم)

⑩ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي عُلَمَاؤُهَا وَخَيْرُ
عُلَمَاءِهَا رَحْمَاؤُهَا وَالْآوَاتَانِ اللَّهُ
تَعَالَى لِيَغْفِرَ لِلْعَالَمِ أَرْبَعِينَ ذَنْبًا
قَبْلَ أَنْ يَغْفِرَ لِلْجَاهِلِ ذَنْبًا
وَاحِدًا وَالْآوَاتَانِ الْعَالِمُ الرَّحِيمُ
يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ نُورُهُ
كَذَلِكَ أَضَاءَ يَمْنِي فِيهِ مَا بَيْنَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ كَمَا يَضِيءُ الْكَوْكَبُ
الدَّارِي

(کنز العمال ص ۱۵۲ جلد نمبر ۱)

کہ اس کے نور میں لوگ چلیں گے یعنی مشرق سے مغرب تک اور اتنا نور ہوگا جیسے ایک روشن ستارہ۔

سینا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ بہتر علماء ہیں اور علماء میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہیں جو میری امت پر رحم کرنے والے ہوں اور خبردار یقیناً اللہ تعالیٰ عالم کے چالیس گناہوں کو اس سے پہلے معاف کرتے ہیں کہ غیر عالم کے ایک گناہ کو معاف کرے اور خبردار یقیناً وہ عالم جو انسانوں پر رحم کرنے والا ہو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نور اتنا ہوگا

فائدہ : اس حدیث میں صاف بیان فرمایا ہے کہ انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کے بعد اور اس امت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد علماء کرام کا مقام ہے اور وہ سب انسانوں میں بہتر ہیں پھر ان میں سب سے زیادہ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر رحم کرنے والا ہو امت پر رحم کرنے میں سب سے زیادہ رحم یہ ہے کہ ان کی آخرت کی فکر کی جائے۔ اس دور میں دین سے بہت غفلت ہے اور بہت دوری ہے اگر علماء کرام ان کی فکر نہ کریں تو کون ہے جو اس امت کے ہر فرد کی فکر کرے انبیاء علیہم السلام کا آکا بھی بند ہو گیا ہے اب یہ فکر صرف علماء کے فہم ہے اور اس کے بعد اور مسلمانوں کے ذمے ہے کہ اور اول پر رحم کریں تو ان کو بھی یہ ثواب ملے گا۔

۱۱) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ ارْحَمْ خَلْفائي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنِّي بَعْدِي يَنْزُوكَ أَحَادِيثِي وَسُنَّتِي وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ -

کنز العمال جلد ۲۳۱

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما جو میرے بعد آنے والے ہیں جو میرے روایات اور میری سنتوں کو چاہتے ہیں اور پھر دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ : اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما جو میرے بعد آنے والے ہیں اور میرے روایات اور میری سنتوں کو لوگوں تک پہنچائیں اور ان کی سنتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اس میں علماء کے ساتھ دعوت و تبلیغ کرنے والے بھی داخل ہیں۔

۱۲) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهُمْ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا فَتَقِيلَ لَهُ إِدْخُلَ مِنِّي أَبْوَابَ الْجَنَّةِ نَشِئْتُ -

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جس نے چالیس احادیث کو یاد کیا جس سے اللہ تعالیٰ ان کو نفع دے تو ان کو ارشاد ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

۱۳) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَنِي سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعْدَ مَوْتِهِ فَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ -

کنز جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۳۶

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری چالیس احادیث کو مرنے کے بعد چھوڑ دیا ہے تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

فائدہ : ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے چالیس احادیث مرنے کے بعد چھوڑ دیے تو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ جب چالیس احادیث کے یہ فضائل ہیں تو جس نے ہزاروں لاکھوں احادیث کو چھوڑ دیا ہو اس کا کتنا اونچا مقام ہوگا۔

۱۴) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا صَدَّقَ

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جس نے چالیس احادیث کو یاد کیا تو دین

أَمْرٍ دِينَهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فَيَقِيهَا وَ
كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا
وَشَهِيدًا
کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۲۲۳

(۱۵) عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي
أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا
بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقِيهَا
عَالِيًا

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۲۲۳

(۱۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي
أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهَا مِنْ
دِينِهَا وَبَعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ
الْعُلَمَاءِ وَفَضَلَ عَلَى الْعَالَمِ عَلَى
الْعَابِدِ سَبْعِينَ دَرَجَةً اللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا بَيْنَ كَلِّ دَرَجَتَيْنِ

(کنز العمال جلد نمبر ۱ ص ۲۲۳)

فائدہ: ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس چالیس احادیث
کے فضائل کے ذریعہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں شوق پیدا ہو جائے ورنہ صرف
چالیس احادیث کو سیکھنا مقصد نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ انسان روزانہ علم دین کو
سیکھے اور جتنا ہو سکے زیادہ سے زیادہ سیکھے اور دوسروں کو سکھائے ایک حدیث میں
ارشاد ہے طَالِبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْمَجَاهِدِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ. یعنی طالب علم اللہ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے اور ایک
روایت میں ارشاد ہے طَالِبُ الْعِلْمِ بَيْنَ الْجَاهِلِيَّاتِ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْأَمْوَاتِ
طالب علم جاہلوں میں اس طرح ہے جس طرح مردوں میں زندہ۔ ان احادیث
کو خود سیکھنا بھی ہے اور دوسروں کو سکھانا بھی ہے ان احادیث کو سیکھنے اور
سکھانے کا مقصد یہی ہے کہ قیامت کے دن میرے ہر امتی کو اتنا اجر ملے جتنا
علماء کرام کو ملے گا۔

(۱۷) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ جَلُوسًا
مَسَاعِدِي فِي مَجْلِسِ الْعِلْمِ لَا تَمْسُدُ
قَلْمًا وَلَا تَكْتُبَ حَرْفًا خَيْرٌ لَكَ
مِنْ عَشَقِ الْفَنِّ رَقَبَةً وَنَظْرِكَ
إِلَى وَجْهِ الْعَالَمِ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْفَنِّ
فَرِيحٌ تَصَدَّقَتْ بِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَسَلَامٌ لَكَ عَلَى الْعَالَمِ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْفَنِّ
سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ آپ کا علم کی مجلس میں بیٹھنا اور
ایک حرف لکھنا اور سیکھنا یہ آپ کے لیے
اس سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہزار غلام
آزاد کریں۔ اور ارشاد فرمایا کہ آپ کا عالم
کے چہرے کو دیکھنا اس سے بہتر ہے
کہ آپ ایک ہزار گھوڑے اللہ تعالیٰ
کے راستہ میں صدقہ کریں۔ اور آپ کا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ میری امت میں جس نے چالیس
احادیث کو یاد کیا جس سے دین کے
کاموں میں ان کو نفع ہو تو شیخ قیامت
کے دن علماء کرام کے ساتھ ہوگا اور
عالم کی فضیلت عابد پر تدریجہ زیادہ
ہے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ دو
درجوں میں کتنا فاصلہ ہے۔

۱۸ عالم کو سلام کرنا اس سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہزار سال عبادت کرے۔

فائدہ : علم دین کے ایک حرف لکھنے پر اتنا ثواب ہے تو دین کی پوری کتابوں کے لکھنے اور پڑھنے اور اس پر عمل کرنے پر کتنا ثواب ہوگا اور عالم کو محبت اور شفقت سے دیکھنا ایک ہزار گھوڑوں کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے یہ ثواب تو عالم کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے کا ہے تو جو شخص عالم کی خدمت کرے اور جو عالم کے ساتھ دین کے کاموں میں مدد کرے تو اس کو تو یقیناً بہت بڑا اجر ملے گا۔ اور عالم کو اس لیے محبت سے دیکھنا ہے کہ اس کے پاس دین کا علم ہے وہ دین جس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت میں کامیابی کے وعدہ ہیں اگر عالم نہ ہو تو دین جس سے لیکھنا ہوگا اس لیے علماء کا اکرام کرنے اور محبت سے دیکھنے پر اتنا اجر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد سنا ہے کہ جب عالم بیان کے لیے بیٹھ جاتے جس میں بہبود یعنی فضول بات نہ ہو تو اس کی ہر ایک بات پر جو اس کی زبان سے نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس کے لیے اور سننے والوں کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایسی حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے مغفرت کرتی ہے **شَعْرًا قَالَ لَهُمُ الْقَوْمُ لَا يَسْتَوْقِ بِهِنَّ حَجَلِيْنَهُمْ**

لباب الحدیث پھر فرمایا کہ یہ ایسی قوم ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والا بھی محرم نہیں ہوتا

فائدہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے دین قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے صرف بیان کرنے پر اتنا اجر اور ثواب مقرر فرمایا ہے تو عمل پر کتنا ثواب اور اجر ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے دین پر عمل کرنا آسان فرمائے۔ آمین

۱۸ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيعُ اللَّهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اِنْفِخْ لِحِرِّ آجَعِكَ حَلِيْمِي فِي قُلُوبِكُمْ اَلَا وَاَنَا اُرِيْدُكُمْ حِرِّ الْخَيْرِ اِذْ هَبُوْا اِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا تَكُنْتُمْ عَلَيْهِ

مشاہدہ ابرہنیفہ کنز العمال جلد نمبر ۱۳

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کرام کو ایک جگر جمع کرے گا اور ان سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں حکمت یعنی قرآن اور سنت کا علم اس لیے رکھا تھا کہ میں تمہارے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتا تھا تم جاؤ جنت میں میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے جو تم پر تھے۔

فائدہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر ان میں علماء کو چھانٹے گا اور ان کو خطاب فرمائے گا کہ اے علماء کی جماعت میں نے جان کر تم کو علم دیا تھا اور علم اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم کو عذاب دلوں پس جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کے لئے کرسی عدالت پر ہوگا تو علماء سے ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تم کو علم و حکمت سے اس لیے نوازا تھا کہ تمہارے جو کچھ گناہ ہوں سب کو معاف کر دوں اور میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

۱۹ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيعُ اللَّهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اِنْفِخْ لِحِرِّ آجَعِكَ حَلِيْمِي فِي قُلُوبِكُمْ اَلَا وَاَنَا اُرِيْدُكُمْ حِرِّ الْخَيْرِ اِذْ هَبُوْا اِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا تَكُنْتُمْ عَلَيْهِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت

العبد يوم القيامة شعرايمين
العلماء فيقول يا معشر العلماء اني
لست اصح فيكم علمي وانا اريد
ان اعذب بكم اذ هبوا فقد غفرت
لكم

کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور
علماء کرام کو علیحدہ کرے گا اور ارشاد فرمائے
گا کہ اے علماء کی جماعت میں نے اپنا علم
اس لیے نہیں دیا تھا کہ تم کو عذابوں
جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

کنز العمال جلد نمبر ۱ ص ۱۹۳

اور ایک روایت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے
کہ اے علماء کی جماعت میں نے تمہیں علم نہیں دیا تھا ہر گھر اپنے معرفت کے لیے اب
اس حال میں کھڑے ہو جاؤ کہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

فائدہ: اس حدیث میں علم اور علماء کرام کا مقصد بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے کہ میں نے تمہیں علم نہیں دیا تھا مگر اپنے معرفت کے لیے دیا تھا تو اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانا ہے اور جب تعلق
بن جائے تو سارے کام آسان ہیں اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلے تعلق بنانے والا ہی
عالم ہی ہو سکتا ہے اس لیے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہوتی ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہوتے ہیں۔ لہذا اپنا تعلق بھی بنانا ہے
اور دوسرے انسانوں کا تعلق بھی اللہ سے بنانا ہے اگر ہمارا تعلق اللہ سے نہ ہو
تو اور انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح بنائیں گے اس لیے عوام کو
تو علماء کرام کی تابعداری کا حکم ہے اس لیے ارشاد ہے

۱۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْجُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُ
مُسَمَّعُ الدُّنْيَا وَمَصْرُوعُ الْآخِرَةِ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ علماء کرام کو اور مساکین کے ساتھ محبت
کرو اور ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور مالوں
پر رحم کرو اور ان کے مالوں کو نہ دیکھو اور ان
پر چھوڑو۔

فائدہ: یعنی ان کے پاس علم کا ثوب ہے جس سے لوگ حق اور باطل کی پہچان
کر سکتے ہیں اور ایک روایت میں ارشاد ہے۔

۲۰) عَنْ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَكْرَمُ الْعُلَمَاءِ وَوَقْرُهُمْ
وَأَرْجَوُ انْزَاعُ غَنِيَاءٍ وَأَعْفُو أَعْتَنَ
أَمْوَالَهُمْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ علماء کرام کو اور مساکین کے ساتھ محبت
کرو اور ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور مالوں
پر رحم کرو اور ان کے مالوں کو نہ دیکھو اور ان
پر چھوڑو۔

کنز العمال جلد نمبر ۱ ص ۱۹۴

فائدہ: اس حدیث میں علماء کرام کا اکرام و احترام کا حکم ہے ویسے تو ہر مسلمان کا اکرام و
احترام ضروری ہے لیکن علماء کرام کا تو بہت ضروری ہے اس لیے کہ علماء کا تو نام لیا گیا
ہے اور مساکین کے ساتھ محبت کرو اور ان کے ساتھ بیٹھا کرو اور مالداروں پر رحم کرو اس
لیے کہ یہ لوگ بہت مصیبتوں میں گرفتار ہیں، اور ان کی مالوں کو ان پر چھوڑوان کا طبع نہ
کرو آج کل ہم لوگ تو مالداروں کے اکرام اور احترام کرتے ہیں لیکن صرف دنیا کے لیے
ایک حدیث میں ارشاد ہے مَنْ تَوَاصَحَ لِغَنِيٍّ لَغِنَاهُ فَقَدْ ذَهَبَ ثَلَاثًا
وَيَقِينُهُ "منہات ابن حجر" ترجمہ میں نے مالدار آدمی کے سامنے مالدار کی وجہ سے
تواضع کیا۔ یعنی مالدار کی وجہ سے ان کا اکرام کیا کہ اس سے میری کچھ حاجت پوری
ہو جائے تو اس سے تین حصہ دین میں سے دو حصہ نکلا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے کہ ان پر رحم کرو اور ہم ان کے پیچھے مال کے لیے اکرام اور احترام کہتے ہیں
 ۲۱ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ
 أَكْرَمُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُمُ رُكْنَةُ الْأَنْبِيَاءِ
 فَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
 وَعَنْدَهُ أَكْرَمُوا الْعُلَمَاءَ فَإِنَّهُمُ رُكْنَةُ
 الْأَنْبِيَاءِ -
 کنز العمال جلد ۱ ص ۱۵۰

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ علماء اکرام کا اکرام کرنا تو یقیناً یہ انبیاء علیہم السلام
 کے وارث ہیں اور جس نے علماء کا اکرام
 کیا تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام کیا۔ اور اسی صحابی
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علماء کا اکرام
 کرو اس لیے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے
 وارث ہیں۔

۲۲ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ
 عَنْهُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَالِمُ أَمِينُ اللهِ
 عَزَّ وَجَلَّ فِي الْأَرْضِ -
 سند فردوس جلد ۲ صفحہ ۲۰

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے
 یعنی امانت دار ہے۔

فائدہ: یہ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام امانت دار تھے دین
 کے بارے میں اور دنیاوی معاملے میں بھی۔

۲۳ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
 اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
 اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَاسَا
 عَالِمًا فَقَدْ تَرَاسَا رَجُلًا وَمَنْ كَانَتْ رِفْقُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ جو شخص کسی عالم کی ملاقات کیلئے
 جائے تو یقیناً یہ ایسا ہے جیسا میرے

وَحَبِّتْ لَهُ شَفَاعَتِي كَتَابٌ بِالْمَدِينِ
 وَقَالَ مَنْ تَرَاسَا عَالِمًا فَكَأَنَّمَا تَرَاسَا رَجُلًا
 وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِي
 كِتَابُ الْمَدِينِ
 ملاقات کیلئے آیا اور جو میری ملاقات
 کے لیے آیا تو مجھ پر واجب ہے کہ میں ان
 کے لیے شفاعت کروں "کتاب باب"
 اور فرمایا کہ جو شخص کسی عالم کی ملاقات کے
 لیے گیا تو یہ ایسا ہے کہ گویا میری ملاقات کیلئے آیا اور جو کسی عالم سے مصافحہ کرے تو
 یہ ایسا ہے کہ اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

فائدہ: ارشاد فرمایا کہ عالم کے ساتھ ملاقات میرے ساتھ ملاقات ہے اور عالم سے مصافحہ میرے
 ساتھ مصافحہ کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو عالم کھینچا بیٹھ جائے یہ ایسا ہے کہ میرے
 ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور جو عالم کا اکرام کرے تو یہ ایسا ہے کہ اس نے میرا اکرام کیا۔

۲۴ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ
 عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى
 غَيْرِهِ كَفَضْلِ الشَّيْءِ عَلَى امْتِدَادِهِ
 کنز العمال جلد ۱ ص ۱۵۶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے
 جیسا کہ کسی نبی علیہ سلام کی فضیلت کسی
 امتی پر۔

۲۵ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ رِجَالِ
 عَالِمٍ أَوْ مَتَعَلِّمٍ كُنْزُ الْعَالِمِ
 سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ نہیں ہے مجھ سے مگر عالم اور متعلم
 یعنی میرے مقصد میں صرف عالم اور متعلم ہے

فائدہ: عالم دین اور دین کا سیکھنے والا مجھ سے ہے میرا مقصد اور ان کا مقصد ایک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا ہے۔

(۳۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ مَلِكُ الْمَوْتِ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ دَرَجَةُ النَّبَوَةِ.

کنز العمال ۱۷۱ ص ۱۳۱

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت یعنی ملک الموت اس حال میں آئے کہ یہ علم کے سیکھنے میں لگا ہو تو اس کے درجہ میں اور انبیاء علیہم السلام کے درجہ میں ایک درجہ کافرق ہوگا اور وہ یہ کہ یہ نبی نہ ہوگا۔

(۳۷) وَعَنْهُ مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۱۳۱

اور اسی صحابی سے روایت ہے کہ جس کو موت اس حال میں آجائے کہ یہ طالب علم ہو اور علم اس لیے سیکھ رہا ہو کہ اس سے اسلام زندہ ہو جائے تو اس شخص اور انبیاء علیہم السلام کے جنت میں ایک درجہ کافرق ہوگا۔

اور ایک روایت میں ہے مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ قَبْلَئِنَّهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ)

فائدہ: ان احادیثوں میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو موت اس حال میں آجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے زندہ ہو جائیں تو اس آدمی اور انبیاء علیہم السلام کے جنت میں ایک درجہ کافرق ہوگا یہ فرق صرف اس

درجہ سے ہے کہ وہ نبی علیہم السلام ہوگا۔ باقی مقصد ایک ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہر انسان دنیا میں ایسا وقت گزارے جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور ہر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائے۔ تو کامیابی کے لیے پورا دین شرط ہے اور پورے دین کے لیے محنت شرط ہے اور محنت بھی انبیاء علیہم السلام والی محنت اور محنت ہر امتی پر فرض ہے لیکن جتنا علماء کرام پر فرض ہے اتنا ایک خمیر عالم پر نہیں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے یعنی امانتدار ہے وہ امانت اللہ تعالیٰ کا دین ہے کہ اس کو اللہ کے بندوں تک اچھے طریقے سے پہنچانا ہے حدیث میں ارشاد ہے

(۳۸) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ طَالِبُ الرَّحْمَةِ طَالِبُ الْعِلْمِ رُكْنُ الْإِسْلَامِ وَيُعْطَى أَجْرًا مَعَ النَّبِيِّينَ

کنز العمال جلد نمبر ۱۰ ص ۱۳۳

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طالب العلم اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طالب ہے اور طالب العلم اسلام کا رکن ہے اور اس کو اجر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دیا جائے گا۔

فائدہ: ان کو اجر انبیاء کے ساتھ سے مراد یہ ہے کہ ان کے بعد مقام اور مرتبہ علماء کلب جنت میں انبیاء اور علماء کا ایک درجہ کافرق ہوگا علماء کو اسلام کا رکن فرمایا جس طرح اسلام کے اور ارکان ہیں اس طرح علماء بھی اسلام کے ارکان ہیں بعض علماء کا قول ارشاد ہے کہ اس زمانے میں علماء کرام کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے

(۳۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدَنَا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَكَّرَ لَكُمْ مِثْلَ الْعُلَمَاءِ كَمِثْلِ
النَّجُومِ فِي السَّمَاءِ يَهْتَدَى بِهَا
فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ قَدْ آتَى
الْعَالَمِينَ النَّجُومَ أَوْ مِثْلَ أَنْ
تَصَلَكَ الْهُدَاةَ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۵۱

ہدایت والے دراستے کو چھوڑ کر گمراہی والے راستے کو اپنائیں گے۔

فرمایا یقیناً علماء کی مثال آسمان کے
ستاروں کی طرح ہے ستاروں کی وجہ
سے لوگ خشکی اور دریا میں راتے معلوم
کرتے ہیں اور اگر ستاروں میں روشنی نہ
ہو تو ہو سکتا ہے کہ آدمی راستے کو بھول
جاتے اس طرح اگر علماء نہ ہوں تو لوگ

فائدہ: علماء آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو بہت اُونچا
مقام دیا ہے اور انسانوں کی ہدایت کے لیے علماء کو ارشاد فرمایا اس لیے کہ ان کے پاس
اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم ہے اس علم سے اور لوگ محروم ہیں اور اس علم کی وجہ سے
انسان ہدایت کا راستہ پاسکتا ہے۔

(۲۹) عَنْ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوْلَى مَنْ يَسْتَفِجُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
الْأَنْبِيَاءُ شِعْرَ الْعُلَمَاءِ شِعْرَ الشُّهَدَاءِ
کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۵۱

فائدہ: اس حدیث میں بھی انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء کرام کا مقام ہے، امام غزالی
نے ارشاد فرمایا کہ اس حدیث سے علم کا نہایت بڑا مقام ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کے
بعد اور شہادت سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے باوجودیکہ شہادت کی فضیلت میں
بھی بہت روایات وارد ہوئی ہیں۔

(۳۰) عَنْ أَبِي إِمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَأْتِيهِمْ نَشَاءً وَنُفُوتَ
حَلِّبِ الْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ لَمْ يَكُنْ يَتَكَبَّرُ
أَغْطَاةَ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ
ثَوْبَ إِثْنِينَ وَسِتِّعِينَ -

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۵۱

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جو نوجوان جوانی میں دین کے
طلب اور عبادت میں لگ جائے حتیٰ
کہ بوڑھا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو
بہتر ۱۲ صدیقین کا ثواب دے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دین کا علم سیکھنا
اور سکھانا اس ثواب کا بیان ہے کہ بہتر ۱۲ صدیقین کا ثواب اس کو ملے گا صلیق
کا مقام نبی علیہ السلام کے بعد ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ
رِضْوَانًا - سورة النساء آیت نمبر ۶۹۔ ارشاد ہے اور جو کوئی شخص اطاعت کرے اللہ تعالیٰ
کی اور اس کے رسول کی پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ
نے انعام کیا تھا جیسے کہ انبیاء علیہم السلام صدیقین شہداء اور صالحین اور یہ لوگ ہیں
اچھے رفیق۔

اس آیت میں چار قسم کے لوگوں کا بیان ہے حقیقت
میں یہ دو قسم کے ہیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیقین میں سے
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہداء سے عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور صالحین
سے مراد سب صحابہ کرام ہیں، اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو نوجوان جوانی میں اللہ

کی عبادت اور علم کی کوشش میں لگ جائے تو اس کو بہتر صدیقین کا ثواب ملے گا۔

(۳۱) عَنْ ابْنِ جَبْرِ صَدِّيقٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَرَّضُوا غَدًا كَالْيَا أَوْ مَتَعِلًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُحِبًّا وَكَأَنَّ تَكُنَّ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكُ.

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۳۳ فیہ منصف

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ یا تو دین کا عالم بن جاؤ یا دین کا سیکھنے والا بن جاؤ یا دین کی باتوں کو سننے والا بن جاؤ اور یا ان لوگوں سے محبت کرنے والا بن جاؤ ورنہ اس کے بعد ہلاکت ہے اس میں جو ارشاد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چار صفات کو اپنے اندر لانا ضروری ہے۔

(۳۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللهُ لَهُ بِرِزْقِهِ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۳۹

فائدہ: ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کا طالب ہو تو اس کی ہر چیز کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور انسانوں اور مخلوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کو تو بالکل کسی چیز کا فکر نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ ایک پولیس سپاہی کو نہ کھانے کی فکر ہوتی ہے نہ کپڑے کی فکر ہوتی ہے اور نہ زندگی کی فکر ہوتی ہے۔

(۳۳) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ رَجُلَانِ عَالِمٌ وَمُتَعَلِّمٌ وَالْآخِرُ فَيُعَايِسُوا هُمَا

کنز العمال جلد نمبر ۱ ص ۱۳

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر تو دو قسم کے لوگوں میں ہیں عالم اور متعلم یعنی دین کا سیکھنے والا اس کے علاوہ کسی میں خیر نہیں ہے۔

فائدہ: حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے پوری مخلوق کو خیر پہنچتا ہے آج کل ہم اور آپ کو جو کچھ دین کی فضا نظر آرہی ہے تو یہ بھی علماء کرام کی کوششوں کا نتیجہ ہے اس لیے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

(۳۴) رَكْعَةٌ مِنْ عَالِمٍ يَأْتِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُتَجَاهِلٍ بِالله

کنز ص ۱۵۴

کہ ایک رکعت علم کے ساتھ یعنی اس شخص کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو اس شخص کا جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے نہ ہو ایک ہزار

رکعتوں سے بہتر ہے یعنی عالم کا ایک رکعت جاہل کے ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔

(۳۵) وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَنُورٌ فِي النَّظْرِ وَنُورٌ فِي الْقَلْبِ فَإِذَا اجْتَلَسَ الْعَالِمُ لِلْعِلْمِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ مَسْئَلَةٍ قِصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَلِلْعَامِلِ بِهَا مِثْلُ ذَلِكَ

کتاب للباب الوصیف

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور دیکھنے میں نور ہے یعنی آنکھوں کا نور ہے اور دل کا نور ہے اور عالم جب بیان کے لئے بیٹھتا ہے تو اس کے لیے ہر ایک مسئلہ پر جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے اور اس مسئلہ پر عمل کرنے والوں کو بھی یہ اجر ملتا ہے۔

خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَاكِدِ سَبْعِينَ
عَامًا -
کی عبادت سے بہتر ہے۔

جلد نمبر ۱، ص ۱۵۴ کنز العمال

قائدہ: ہمارا دین اتنا قیمتی ہے کہ صرف دینی کتاب دیکھنے والوں کو بھی تشریح سال
عبادت کرنے والوں سے افضل ارشاد فرمایا۔

(۴۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَّلُ الْمُؤْمِنِ
الْعَالِمِ عَلَى الْمُؤْمِنِ الْعَاكِدِ سَبْعُونَ
حَرَجَةً
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ مؤمن عالم کا مقام اور فضیلت مؤمن
عابد پر تشریح درجہ ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ دو درجوں میں کتنا فاصلہ
ہوگا یہ درجہ دنیاوی درجہ نہیں کہ فلاں کا گریڈ دس ٹاپ ہے اور فلاں کا گریڈ بائیس ۲۲،
ہے اس درجہ کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۴۱) عَنْ مَعَاذِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ
خَشْيَةٌ وَطَلَبُهُ عِبَادَةٌ وَتَذَاكُرُهُ
تَسْبِيحٌ وَالتَّبَحُّثُ عَنْهُ جِهَادٌ
سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ارشاد فرمایا علم سیکھو یقیناً اس کا سیکھنا
اللہ تعالیٰ کے ڈر میں داخل ہے اور اس
کا طلب عبادت ہے اور اس کا تذکرہ
ذکر ہے اور اس میں بحث کرنا جہاد ہے۔

کنز العمال جلد نمبر ۱، ص ۱۶۴

(۴۲) عَنْ ابْنِ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ مَوْتُ قَبِيلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ
سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے ارشاد فرمایا ایک قبیلہ کی موت ایک

عالم - کنز العمال جلد نمبر ۱، ص ۱۶۴
قائدہ: یعنی ایک قبیلہ قوم مرجائے اس کا غم اتنا نہیں ہے جتنا غم ایک عالم کی
موت پر ہے ایک عالم کی موت پر اس سے زیادہ غم کرنا چاہیے جتنا غم ایک
قبیلہ کی موت پر کرنا ہے۔ اس لیے کہ عالم کی زندگی اور انسانیت کے لیے ہے
یعنی اس کی زندگی سے انسانوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں کامیابی ملے گی۔
ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عالم
کی موت پر غمگین نہ ہو فَهُوَ مُتَأَفِّقٌ ، فَهُوَ مُتَأَفِّقٌ ، فَهُوَ مُتَأَفِّقٌ آپ نے
تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ یہ شخص منافق ہے یہ شخص منافق ہے یہ شخص منافق ہے۔
عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک ہزار عابد جو شب بیدار ہوں اور دن کو روزہ رکھتے
ہوں ان کی وفات ایک ایسے عالم کی وفات سے زیادہ بہل ہے جو حلال و حرام
سے واقف ہو (احیاء)

(۴۳) عَنْ النَّسَائِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ
فَرِيضَةٌ كَعَلَى كُلِّ مُسْتَلِمٍ وَإِنْ
طَلَبَ الْعِلْمَ يَسْتَعْفِزُ لَهُ كُلَّ
شَيْءٍ حَتَّى الْحَيَّتَانِ فِي الْبَحْرِ
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر
فرض ہے اور اس کے لیے ہر چیز دُعا
مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ پھیلیاں سمندر میں
شئی حتیٰ الحیثان فی البحر۔

قائدہ: اس حدیث میں علم سے علم دین مراد ہے دنیوی علوم و فنون عام دنیا
کے کاروبار کی طرح انسان کے لیے ضروری ہے لیکن ان کے لیے یہ فضائل نہیں
ہے جو دین کے علم کے لیے ہے علم دین میں بعض علم فرض علیہ ہے اور بعض

فرض کفایہ ہے، فرض کفایہ یہ ہے کہ آدمی تمام مسائل یعنی پورا قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سیکھنا اگر کسی جگہ ایک عالم موجود ہو تو پھر پوری علم دین حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کسی جگہ کوئی عالم بھی نہیں ہے تو اس جگہ کے سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک عالم تو ضرور پیدا کرے اگرچہ دوسرے مقام سے اس کو لادیں۔ فرض عین علم یہ ہے کہ:

برسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت، نجاست کے احکام سیکھے، نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض یا واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ اس کے مسائل و احکام معلوم کرے جس پر فرض ہے تو اس پر فرض ہے کہ حج کے احکام اور مسائل معلوم کرے۔ جس شخص کو بیع و شرا، کرا، پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے، جب نکاح کرے تو اس پر نکاح کے احکام و مسائل فرض عین ہیں، غرض جو کام شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض یا واجب لگائے ہیں ان کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور ہم لوگ کتنا مسائل سے غافل ہیں کہ ہم پر فرض ہے اور ہم اس کو نہیں کر سکتے۔

علم دین کا نصاب

قرآن حکیم نے علم دین کی حقیقت اور اس کا نصاب بھی ایک ہی لفظ میں بتلایا ہے **لِيَتَفَعَّلُوا فِي الدِّينِ**۔ یہ موقع بظاہر اس کا تھا کہ یہاں **يَتَفَعَّلُوا**

الدِّينِ کہا جاتا ہے علم دین حاصل کریں مگر قرآن نے اس جگہ **تَعَلَّمُوا** کا لفظ چھوڑ کر **تَفَعَّلُوا** کا لفظ اختیار فرمایا اس طرف اشارہ کیا کہ علم دین کا محض پڑھ لینا کافی نہیں وہ تو بہت سے کافر یہودی نصرانی بھی پڑھتے ہیں بلکہ علم دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے یہی لفظ **تَفَعَّلُوا** کا ترجمہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لیے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لیے ضروری ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس نے دین کی کتابیں سب پڑھ لیں مگر یہ سمجھ پیدا نہ کی تو وہ قرآن و سنت کی اصطلاح میں عالم نہیں اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ علم دین حاصل کرنے کا مفہوم قرآن کی اصطلاح میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے وہ جن ذرائع سے حاصل ہو وہ ذرائع خواہ کتابوں سے ہو یا اساتذہ کی صحبت سے ہو سب اس نصاب کے اجزاء ہیں۔

علم دین حاصل کرنے کے بعد عالم کے فرائض

اس جگہ قرآن کریم نے اس کو بھی ایک ہی جملہ میں پورا بیان فرمادیا ہے **وَهُوَ يَسْتَنْذِرُ وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا**۔ یہاں بھی یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس جملہ میں عالم کا فرض انذار قوم بتلایا ہے انذار کا لفظی ترجمہ ہم آردو زبان میں ڈرانے سے کرتے ہیں مگر یہ اس کا پورا ترجمہ نہیں آردو زبان کی تسبیح کی وجہ سے کوئی ایک لفظ اس کے پورے ترجمہ کو ادا نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ ڈرانا کئی طرح کا ہوتا ہے اس ڈرانے سے وہ ڈرانا مراد

بے جو شفقت سے باپ اپنی اولاد کو تکلیف دہی چیزوں سے ڈراتا ہے اس ڈرانے کا نام انذار ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام کو نذیر کا لقب دیا گیا ہے اور عالم کا یہ فریضہ انذار درحقیقت وراثت نبوت ہی کا جز ہے بنص حدیث عالم کو مابیل ہوتی ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آج کل جو عموماً وعظ تبلیغ بہت کم موثر ہوتی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اس میں انذار کے آداب نہیں ہوتے جس کی طرف بیان اور لب و لہجہ سے شفقت و رحمت اور خیر خواہی ہو مخاطب کو یقین ہو کہ اس کے کلام نہ مجھے رسوا کرنا ہے نہ بدنام کرنا ہے اور نہ اپنے دل کا غبار نکالنا ہے بلکہ یہ جس چیز کو میرے لیے مفید اور ضروری سمجھتا ہے وہ محبت کی وجہ سے مجھے بتلا رہا ہے اگر آج ہماری تبلیغ اور ہماری محنت محبت کے ساتھ ہو تو انشاء اللہ ہمارے لیے اور دوسروں کے لیے بھی بہت مفید ثابت ہو گا۔

(۳۳) عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ نَهَمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ -
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گھر سے علم دین حاصل کرنے کے لیے نکلا تو وہ جب تک گھر واپس نہ آجائے تو یہ اللہ کے راستے میں ہے

رواہ الترمذی: مشکوٰۃ

فائدہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین حاصل کرنے کے لیے نکلا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے اس میں عام دین کے طلبہ کے علاوہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنے والے بھی مراد ہیں۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ فی سبیل اللہ صرف کفار کے ساتھ قتال کو کہتے ہیں یہ بات صحیح نہیں فی سبیل اللہ عام ہے جو بھی دین کو سیکھے اور

دوسروں کو سکھائے تو ان سب کے لیے ہیں۔

(۳۵) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْصَرَ اللَّهُ أُمَّرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا قَبْلَ عَهْدِهِ كَمَا سَمِعَهُ قُرَيْبٌ مَبْلَغٌ أَوْ عُلَى لَهُ مِنْ سَمَاعٍ -
سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تازہ رکھے یعنی خوش اور باعزت رکھے جس نے مجھ سے کوئی بات سنی اور جس طرح سنی تھی اسی طرح اس کو پہنچا دیا چنانچہ اکثر وہ لوگ جنہیں پہنچا دیا جاتا ہے سنانے والے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں

مشکوٰۃ: رواہ الترمذی: وابن عثبان

رواہ الدرر المنثور: ابن الدرعاء

فائدہ: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اس شخص کے لیے ہے جس نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور سننے کے بعد اس نے اور دل تک پہنچا دیا۔

(۳۶) عَنْ الْحُسَيْنِ مَرْسَلًا قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَيْتِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يَصَلِّيُ الْمَكْتُوبَةَ شَرًّا يَجْلِسُ فَيَعْلَمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَالْآخِرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -
سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ان میں ایک عالم تھا جو فرض نماز پڑھتا تھا پھر بیٹھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا تھا، اور دوسرا شخص دن کو تو روزے رکھتا تھا اور تمام رات عبادت کیا کرتا تھا کہ ان

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّ
هَذَا الْعَالَمَ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ
شَرَّ مَجْلِسٍ فَيَعْلَمُ النَّاسَ الْخَيْرَ
عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ
وَيَقُومُ اللَّيْلَ كَفَضَّلِي عَلَى
أَدْنَاكُمْ

رواه الدرر، مشکوٰۃ

دونوں میں کون بہتر ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس عالم کو جو
فرض نماز پڑھتا ہے اور پھر بیٹھ کر لوگوں
کو علم سکھاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ
رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے
ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے
تم میں ملے ادنیٰ آدمی پر فضیلت ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ایک عالم اور ایک عابد کا بیان ہے عالم صرف فرض نماز
پڑھ کر اور لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا تھا اور دوسرا عابد تھا صرف اپنا فکر ان کو لگا ہوا
تھا روزہ اور نمازوں کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں
اتفاق ہے جتنا مجھ میں اور تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر ہے یہ اس لیے فرمایا کہ عارف
عابد نہ ہو بلکہ داعی بنو اور دل کی فکر بھی کرے اور اور دل کو دعوت بھی دو۔

(۳۷) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ
فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا
أَنْضَلُ مِنَ صَاحِبِهِ أَمَا
هُوَ لِأَنَّ فَيَدْعُونَكَ اللَّهُ وَيُرْعَبُونَكَ
إِلَيْهِ فَإِنْ سَاءَ أَغْطَاهُ وَوَأِنْ
سَاءَ مَنَعَهُ وَوَأَمَّا هُوَ لِأَنَّ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا وہ مجلسوں پر گزر ہوا جو مسجد نبوی
میں منعقد تھیں آپ نے ارشاد فرمایا
دونوں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے
ایک نیکی میں دوسرے بہتر ہے ایک
جماعت عبادت میں مصروف ہے اللہ
تعالیٰ سے دعا کر رہی ہے اور اس سے

فَيَعْلَمُونَ الْفَقْهَ أَوَّ الْعِلْمِ وَ
يُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهِيَ أَفْضَلُ
وَأَمَّا بَعِثْتُ مُعَلِّمًا شَرًّا جَلَسَ
فِيهِ

رواه الدرر

اپنی رغبت کا اظہار کر رہی ہے لہذا
اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں دیدے گا
اور اگر نہ چاہا تو نہ دیکھا اور دوسری جماعت یا علم
حاصل کرے گی، او جاہلوں کو سکھائیں یہ لوگ بہتر ہیں

اور میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر خود بھی ان میں بیٹھ گئے۔

فائدہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو
دیکھا کہ صحابہ کی دو جماعتیں الگ الگ بیٹھی ہوئی ہیں ایک جماعت تو ذکر و دعا میں
مشغول تھی اور دوسری جماعت علم کے مذاکرے میں مشغول تھی آپ نے ان سے
دونوں میں سے اُس جماعت کو بہتر فرمایا جو مذاکرہ علم میں مشغول تھی اور پھر نہ صرف
یہ کہ زبان سے ان کی فضیلت کا اظہار فرمایا بلکہ خود بھی اس جماعت میں بیٹھ کر علماء کی
جلس کو مزید عزت و شرف کی دولت بخشی، علم اور علماء کی اس سے زیادہ اور کیا فضیلت
ہو سکتی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عابدوں کی مجلس کو چھوڑ کر عالموں کی
ہم نشینی اختیار فرمائی ہے اور اپنے آپ کو ان ہی میں شمار کیا اور یہ فضیلت بھی اس
لیے ہے کہ عابد کی عبادت تو صرف اپنے لیے ہے اس عبادت سے اس کو فائدہ
ہوگا اور علماء سے پوری اُمت کو نفع ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت
کو مجاہد بنایا تھا منجانب اور نہیں اور پھر آخریں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
معلم مجاہد بنا کر بھیجا ہے اس سے بھی اس بات پر ترغیب ہے کہ جو میری میراث
لینے والا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ معلم مجاہد مبلغ بن جائے اور پوری دنیا میں دین کی
تبلیغ کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اس وجہ سے فضیلت دی ہے
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ
سورة مجادلہ

قائدہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ علماء کی فضیلت عام
مؤمنین سے سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے
جو پانچ سو برس میں طے ہو۔ ایما

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن منذر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جتنی فضیلت علماء کی اس
آیت میں ذکر فرمائی ہے اتنی کسی اور آیت میں نہیں اس میں ان مؤمنین کو
جن کو علم دیا گیا ہے ان مؤمنین پر جو علم نہیں دیا گیا بہت سے درجات بڑھائے ہیں
اس آیت میں علماء کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اول تو کامل مومنوں کی توفیق
فرمائی پھر علماء کی خاص طور سے فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اور ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :
ثُمَّ هَذَا يَسْتَوِي الَّذِينَ يَتْلُونَ
وَالَّذِينَ كَانُوا يَعْلَمُونَ سورة زمر

قائدہ: اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ علم والے اور غیر علم
والے برابر نہیں یعنی دونوں کے مقام میں بہت فرق ہے جس طرح دونوں کے مقام
میں فرق ہے اس طرح دونوں کی ذمہ داریوں میں بھی بہت فرق ہے۔ اگر کسی
جگہ پر آگ لگ جائے اور وہاں پر بعض لوگ ایسے بھی موجود ہوں کہ ان کے پاس پانی
بھی ہو اور اس پر قدرت بھی رکھتے ہوں کہ آگ کو بجھادیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں

کہ ان کے پاس پانی نہیں تو دونوں کی ذمہ داری میں ضرور فرق ہے البتہ ذمہ داری
دونوں پر ہے کہ آگ کو بجھانا ہے۔ آج امت گناہوں کی آگ میں جل رہی ہے
اگر علماء اس کی فکر نہ کریں تو اور لوگ تو خود آگ جلانے والے ہیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے :
شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا
بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
الْحَكِيمُ ۝ آل عمران آیت ۱۸

گوہی دی اور اہل علم نے بھی تقریرات
و تحریرات میں اس کی گوہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور موجود بھی وہ ایسے شان
کے ہیں کہ اعتدال کے انتظام رکھنے والے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ ان کے سوا
کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

قائدہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو
تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک ذات سے کیسے شرف فرمایا اور دوسری مرتبہ فرشتوں کو
ذکر فرمایا اور تیسری مرتبہ علم والوں کو یعنی علماء کو کرام کو ذکر فرمایا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی
اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ علماء ہر زمانے میں توحید کی شہادت دیتے
ہے میں اللہ تعالیٰ اس کتاب کے جو وہ آپ کی طرف اپنے علم سے آتا رہا ہے
اور گوہی دے رہا ہے اور فرشتے بھی گوہی دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی شہادت
کافی ہوتی ہے پھر اپنے شہادت کے ساتھ فرشتوں کی اور علماء کی شہادت کو جلا
رہا ہے یہاں سے علماء کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ : اور جس کو حکمت یعنی علم ملا تو یقیناً اس کو خیر کثیر ملا، دنیا میں سب سے بڑا خیر دین کا علم ہے اور یہ انعام اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو عطا فرمایا ہے۔

○ عَنِ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمُهُ وَاللَّهُ يُعْطِينِي (متفق علیہ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہی ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات اپنے بندوں پر ہر آن بے شمار ہیں بلکہ ایک ایک انعام کے اندر بے شمار انعامات پوشیدہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اتنے انعامات کے باوجود اس حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ دین کی سمجھ خیر کا ارادہ ہے، دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے تو علم دین حاصل کرنا ضروری ہے کہ جب علم ہی نہیں ہوگا تو دین کی سمجھ کہاں سے آئے گی علم دین کے حصول کے ساتھ ساتھ علماء اور فقہاء کی صحبت بھی ضروری ہے کہ ان کی ہم نشینی سے دین کی سمجھ آیا کرتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ دین کی سمجھ کے لیے ایمان اور یقین بھی ضروری ہے کہ بے ایمان کو اکثر علم مل جائے مگر سمجھ نہیں آئے گی دین کی سمجھ ایک نور ہے

جو صاحب ایمان کو عطا کیا جاتا ہے جس کی روشنی میں وہ دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے ورنہ علم تو کفار و مشرکین کو بھی کتابیں پڑھنے سے حاصل ہو جاتا ہے بلکہ بعض یہود و نصاریٰ بھی ظاہری الفاظ کا علم بہت کچھ حاصل کر لیتے ہیں مگر دین کی سمجھ جو کہ عطیہ ربانی ہے اس سے وہ محروم ہوتے ہیں۔

جو مسلمان ان یہود و نصاریٰ کے ذریعہ سے دین کا علم حاصل کرتے ہیں وہ بھی انہی کی طرح اس حقیقی دین کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں۔ محض ڈگری حاصل کرنے سے دین کی سمجھ نہیں آتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے آتی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے استاد و کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی جس کو ان اشعار میں بیان فرمایا ہے،

شَكَوْتُ إِلَى وَكَيْعٍ مَسْوَءَ حِفْظِي فَأَوْصَانِي الْخَلْبُ تَرَكَ الْمَعَاصِي
بَانَ الْعِلْمُ نُورًا مِنْ إِلَهٍ وَفُورًا اللَّهُ لَا يَحْطِي لِعَاصِي
ترجمہ: میں نے اپنے استاد و کعب سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ گناہوں سے اجتناب کرو اور فرمایا کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گنہگاروں کو عطا نہیں کیا جاتا۔

حدیث شریف میں دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حق تعالیٰ شانہ عطا فرماتے ہیں یعنی دین کے احکام و مسائل علوم و معارف جو میں تم کو تقسیم کرتا ہوں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے جینے والی ذات اسی کی ہے وہی سب کو دیتا ہے البتہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور ظاہر میں جو میں دے رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں جیسے تم لوگ کہتے ہو بلکہ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے (بیان القرآن)

○ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْأَلَةٌ وَاحِدَةٌ

يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ

عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَهُ مِنْ عِتْقِ

رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ اسْمَعِيلَ وَإِنْ

كَاطَبَ الْعِلْمَ وَالْمَرْأَةَ الْمَطِيئَةَ

لِزَوْجِهَا وَتَوْلَدَ الْبَارَ بِوَالِدِيهِ

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ

يَعْتَبِرُ حِسَابَ

کنز العمال جلد ۱ ص ۱۶

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسئلہ سیکھنا مومن کے لیے ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور بہتر ہے اس سے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کسی غلام کو آزاد کرے اور یقیناً طالب العلم کے لیے اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو اور وہ اولاد جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو تو وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں علماء زیادہ فرماتے ہیں اور جاہل لوگوں کو کم فرماتے ہیں اور جب عالم بیان کرتا ہو تو لوگ اس کی بات کو عزت اور توجہ سے سنتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہو تو لوگ اس پر غضب اور غصے ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ شکر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں جاہل لوگوں کو زیادہ فرماتے ہیں اور علماء اس میں کم کرتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہے تو لوگ اس کو توجہ سے سنتے ہیں اور جب عالم بیان کرتا ہو تو لوگ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔

○ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ

وَجَلَّ يَقُومُ خَيْرًا أَكْثَرَ فَقَهَاءَهُمْ

وَإِذَا كَرِهَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَتَى

الْعَالِمَ أَهْلًا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ

عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَنْزِلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

مسائل مغرض ہر چیز کے مسائل اگر ہم روزانہ ایک ایک مسئلہ بھی سیکھیں تو ایک ایک مسئلہ پر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب بھی ملے گا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ دین کا طالب اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو اور وہ اولاد جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے ہوں تو جنت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بغیر حساب کے داخل ہونگے۔

○ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ

وَجَلَّ يَقُومُ خَيْرًا أَكْثَرَ فَقَهَاءَهُمْ

وَإِذَا كَرِهَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَتَى

الْعَالِمَ أَهْلًا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ

عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَنْزِلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مِنْهُمْ فَجَاءَهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ

أَعْوَانًا وَإِذَا نَزَلَ فِي قَوْمٍ

مسند فردوس جلد ۱ ص ۲۵

اعواناً : احوال عاون کی جمع ہے بہت سے

مائی اور مددگار اور قہر : غضب زور آوری

زبردست :

سنتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہو تو لوگ اس پر غضب اور غصے ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ شکر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں جاہل لوگوں کو زیادہ فرماتے ہیں اور علماء اس میں کم کرتے ہیں اور جب جاہل بات کرتا ہے تو لوگ اس کو توجہ سے سنتے ہیں اور جب عالم بیان کرتا ہو تو لوگ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث پر ہم خوب غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ خیر کے ارادہ پر ہے یا شر کے ارادہ پر ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عالم کی بات کو توجہ سے سننا اور عالم کا احترام اور مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا موجب ہے۔ اور عالم کی بات کو توجہ سے نہ سننا اور جاہلوں کی بات کو توجہ سے سننا اور جاہلوں کی مدد کرنا اور احترام کے ساتھ ان کی مجالس میں بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔

○ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا فَقَدْ هَمَّ فِي الدُّنْيَا وَوَقَّرَ صَغِيرَهُمْ كَبِيرَهُمْ وَرَبَّرَ قَمَرَهُ الرِّفْقَ فِي مَعِيشَتِهِمْ وَالْقَصْدَ فِي نَفَقَاتِهِمْ وَبَصَرَ لَهُمْ عِيوبَهُمْ فَتَوَبَّوْا مِنْهَا وَإِذَا أَرَادَ بِهِمْ عَذَابًا أَلِيمًا تَرَكَهُمْ هَمَلًا كَنَزَالِ الْمَطَرِ إِذَا هَمَلَتْ سَحَابًا لَا دُعَاءَ لَهَا وَلَا فِيهَا مِنْ يَصِلُهَا۔

ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور جس قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کے علاوہ کوئی اور ارادہ فرماتے ہیں یعنی شر کا تو ان کو ایسے ہی چھوڑ دیتے ہیں

کہ کوئی ایسا نہیں ہوتا کہ ان کی اصلاح کرنے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ جس گھروالوں سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان گھروالوں کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور ان کے چھوٹوں کے دلوں میں بڑوں کے لیے محبت ڈال دیتے ہیں اور ان میں نرمی پیدا کرتے ہیں اور ان کے رزق کو متوسط کرتے ہیں اور ان کو اپنے عیوب پر متوجہ کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کو جاہل اور دین سے بے خبر چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین والوں کے ساتھ خیر کا ارادہ ہے اور جاہلوں کے ساتھ شر کا ارادہ ہے۔

○ عَنْ مَعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعْلِيمَهُ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَمَذَاكِرُهُ تَنْبِيْهُ وَالْبَحْثُ عَنْهُ جِهَادٌ۔

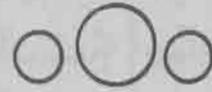
سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا علم سیکھو یقیناً اس کا سیکھنا اللہ تعالیٰ کے ڈر میں داخل ہے اور اس کا طلب عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ ذکر ہے اور اس میں بحث کرنا جہاد ہے۔

کنز العمال جلد ۱۷ ص ۱۷۴

فائدہ: حدیث کے آخر میں معاذ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دین میں بحث کرنا جہاد ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے علماء کرام کی فقہیت عام مسلمانوں پر سات سو درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ پلنچ سو برس میں طے ہو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ علم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب عبادت اور اس

کایا کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے۔ اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر فرج کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں قربت ہے اس لیے علم جائز ناجائز کی پہچان کے لیے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے و جنت میں جی بہلانے والا ہے اور سفر کا ساتھی ہے تنہائی میں ایک محدث ہے خوشی اور سوخ میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے اس لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔



وَعِيدُ الْعُلَمَاءِ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ وَمِنَ الشَّرِّ الْكُفَّارِ وَمِنَ غَضَبِ الْجَبَّارِ
الْعِزَّةَ لِلَّهِ وَلِيسَ سُوْلِيهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

① عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُؤْتِيكَ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى
النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ
إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ
إِلَّا رِسْمُهُ مَسْجِدُهُمْ عَامِرٌ رُكْبَةٌ
وَمَوْجِرَاتُكَ مِنَ الصُّدَى عُلَمَاءُ
حُمُرٌ مَشْرُومٌ مَخْتَاتٌ أَدِيمُ السَّمَاءِ
مِنْ عَيْدِهِمْ تَخْرِجُ الْفَيْسَةَ
وَفِيهِمْ تَعْوِدُ

مداد الہدیٰ فی شعب الایمان: مشکوٰۃ

نشدہ پیرا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اس زمانہ کو بیان کر رہی ہے جب عالم میں اسلام تو موجود ہے
گامگن مسلمانوں کے دل اسلام کے حقیقی روح سے خالی ہوں گے کہنے کو تو وہ
مسلمان کہلائیں گے مگر اسلام کا جو حقیقی منشا ہے اس سے دور ہوں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے
گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی
رہ جائے گا اور قرآن میں سے صرف
اس کے نقوش باقی رہ جائیں گے ان
کی مسجدیں بظاہر تو آباد ہوں گی مگر حقیقت
میں ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے
علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سے
سب سے بدتر ہوں گے انہیں سے
ظالموں کی حمایت کی وجہ سے دین میں

قرآن جو مسلمانوں کے لیے ایک مستقل مناسبت حیات اور نظام عمل ہے اور اس کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی زندگی کے لیے راہنما ہے صرف برکت کے لیے پڑھنے کی ایک کتاب ہو کر رہ جائے گی۔ چنانچہ یہاں رسمی قرآن سے مراد یہی ہے کہ تجوید و قرأت سے قرآن پڑھا جائے گا مگر اس کے معنی و مفہوم سے ذہن قطعاً نا آشنا ہوں گے اس کے اوامر و نواہی پر عمل بھی ہوگا مگر قلوب اطمینان کی دولت سے محروم ہوں گے۔ مساجد بجزرت ہوں گی اور آباد بھی ہوں گی مگر وہ آباد اس شکل سے ہوں گی کہ مسلمان مسجدوں میں آئیں گے اور جمع بھی ہوں گے لیکن عبادت ذکر اللہ اور درس و تدریس جو مسجد کا اصل مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ علماء جو اپنے آپ کو روحانی اور دینی پیشوا سمجھیں گے اپنے فرائض منصبی سے ہٹ کر مذہب کے نام پر امت میں تفرقے پیدا کریں گے ظالموں اور جاہلوں کی مدد و حمایت کریں گے اس طرح دین میں فتنہ و فساد کا بیج بوکر اپنے ذاتی اغراض کی تکمیل کریں گے۔

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ حُبِّ الْحَزَنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعِ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقَرَاءَةُ الْغَرَاءُونَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو جب الحزن یعنی غم کے کمزوں سے ، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ غم کا کھڑا کیا ہے ، آپ نے ارشاد فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم دن میں چار سو (۴۰۰) مرتبہ پناہ مانگتی ہے ، صحابہ

بِأَقْبَالِهِمْ (رواه الترمذی) نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں کون سے وادیں ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے اعمال کو دکھانے کے لیے کھتے ہیں۔

وَكَيْدًا ابْنِ مَاجَةَ وَنَحْوِ فِيهِ وَكَانَ مِنْ أَلْفِ الْفَرَسِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الَّذِينَ يَمُورُونَ الْأَمْثَالَ قَالَ الْحَارِثِيُّ يَعْنِي الْجَوْرَةَ (مشکوٰۃ)

اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغزوں ترین وہ قاری ہیں جو سرداروں سے ملاقات کرتے ہیں اس حدیث کے راوی نے کہا ہے کہ سرداروں سے مراد ظالم سردار ہیں۔

فائدہ : حُبُّ الْحَزَنِ : جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور کمزوں کے مشابہ ہے یہ اتنی زیادہ ہیبت ناک اور وحشت ناک ہے کہ دوزخی تو الگ خود دوزخ دن میں چار سو (۴۰۰) مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے اور اس میں وہ قاری جو اپنا عمل یعنی قرآن پڑھنا محض دکھلائے اور ریا کے لیے کرتے ہیں اسی دشت ناک وادی میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اس حکم میں ریا کار عالم اور عابد بھی داخل ہیں کیونکہ علم کی اصل بنیاد تو قرآن ہی ہے اسی طرح عبادت بھی قرآن احکام ہی کے مطابق ہوتی ہیں اس لیے اسے عالم اور عابد جو ریا کار ہیں وہ بھی انہی قاریوں کے ہمراہ اس کمزوں کا لقمہ بنیں گے۔

سرداروں سے ملاقات کا مطلب یہ ہے کہ جو قاری سرداروں سے محض حُبِّ جاہ و مال اور دنیاوی طمع و دلچسپی کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغزوں ترین ہے ہاں اگر سرداروں ، امیروں سے ملنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے ہو یا بطریق جبر اور ان کے شر کے دفعیہ کے لیے ہو تو

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ، یہاں سردار سے بھی وہی سردار امیر مراد میں جو ظالم اور جاہل ہوں ، نیک سرداروں اور امیروں سے ملنے پر یہ وعید نہیں ہے جب دل سے آدمی مضبوط ہو۔

③ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَالِمَ إِذَا لَمْ يَعْمَلْ بَعْلَهُ لَعَنَهُ الْعُلَمَاءُ فِي جَوْفِهِ وَيَلْعَنُهُ كُلُّ شَيْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ .

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ارشاد فرمایا جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے جو اس کے سینے میں ہے تو اس پر لعنت کرتی ہے ہر وہ چیز جس پر سورج نکلتا ہے۔

کتاب لباب الحدیث

فائدہ : اس حدیث میں سخت وعید ہے ان لوگوں کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ علم دیا ہو اور وہ اس پر عمل نہ کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ پہلے مجھے اور بعد میں سب مسلمانوں کو دین پر عمل کرنا آسان فرمائے اس لیے کہ جو فضائل علماء کرام کے لیے ہیں اس میں ہر دین کی محنت کرنے والے عالم ہوں یا غیر عالم سب کے سب شریک ہیں اس طرح جو وعید علماء کے لیے ہیں ان میں بھی دین کے محنت کرنے والے شریک ہیں اگر ہم اوروں کو بیان کریں کہ کامیابی دین میں ہے اور خود اس پر عمل نہ کریں اوروں کو بیان کریں کہ دنیا کوئی چیز نہیں اور خود اس کے پیچھے دن رات کوشش کریں تو ایسے شخص پر اپنا علم اور ہر چیز لعنت کرتی ہے۔

④ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدَنَا ابُو دَرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عَنْهُ قَالَ لَا يَكُونُ عَالِمًا حَتَّى يَكُونَ مُتَعَلِّمًا وَلَا يَكُونُ بِالْعِلْمِ عَالِمًا حَتَّى يَكُونَ بِهِ عَامِلًا

ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک طالب العلم نہ بنے اور اس وقت تک اپنے علم پر عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل کرنے والا نہ بنے۔

کنز العمال ج ۱ ص ۳۰۵

فائدہ : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا ، جب تک اس کے طلب میں نہ لگے یعنی علم بغیر محنت اور کوشش کے نہیں ملتا۔ جو بیات مشہور ہے کہ دنیا کے لیے جتنی کوشش کرو گے اتنی ہی ملے گی یہ بات غلط ہے اس لیے کہ دنیا محنت سے بھی ملتی ہے اور بغیر محنت کے بھی ملتی ہے مثلاً ایک امیر (الدار) آدمی مر جائے تو اس کا مال اس کے اولاد کو بغیر محنت کے مل جاتا ہے لیکن اگر کوئی عالم انتقال کر جائے تو اس کا علم اولاد کو میراث میں بغیر محنت کے نہیں ملتا اس لیے یہ بات جو دنیا کے لیے جتنی محنت کرو گے اتنی ملے گی یہ نہیں ہے بلکہ دین کے لیے جتنی محنت کرو گے اتنا ہی ملے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے

⑤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی مثال جس نے علم حاصل کیا اور پھر لوگوں کو بیان نہیں کرتا اس شخص کی طرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو

فلم ينفق منه۔ کنز العمال ج ۱ ص ۲۱۵

جمع کر کے خرچ نہیں کرتا۔

فائدہ ۱: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ علم دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا خزانہ ہے اس کو لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے۔ مال و دولت خرچ کرنے سے لوگوں کو جتنا نفع ملے گا اس سے زیادہ نفع یہ ہے کہ ان پر علم کی دولت خرچ کی جائے اس سے لوگوں کو دنیا میں بھی نفع ملے گا اور آخرت میں بھی۔ مال و دولت سے صرف دنیا میں نفع ملے گا لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ اس سے اس کی دنیا بن جائے۔ اور علم دین کے ساتھ تو وعدہ ہے کہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں نہیں گئے اور یہ کہ آخرت کا بن جانا ہماری سب سے اولین ضرورت ہے۔

⑥ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَاصَحُوا فِي الْعِلْمِ وَلَا يَكْتُمَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَإِنَّ خِيَانَةَ فِي الْعِلْمِ أَشَدُّ مِنْ خِيَانَةِ فِي الْمَالِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نصیحت کرو علم کے ساتھ اور نہ چھپاؤ یعنی علم بعض تم میں سے بعض، یقیناً علم دین میں خیانت کا عذاب مال میں خیانت کرنے سے بہت زیادہ ہے۔

فائدہ ۲: اس حدیث شریف میں اول ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کرو یعنی علم مرنٹ سیکھنا نہیں بلکہ اس کی وجہ سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حق بات کو ایک دوسرے سے نہ چھپاؤ یقیناً دین میں خیانت مال میں خیانت سے زیادہ جرم ہے مال کی خیانت سے تو صرف دنیا کا نقصان ہوگا لیکن دین میں خیانت سے تو دنیا اور آخرت کا نقصان ہوگا اور یقیناً ہوگا اس میں کوئی شک نہیں۔

⑤ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْتُمُوا الْعِلْمَ يَلْعَنَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْعَوْتُ فِي الْبَحْرِ وَالطَّيْرُ فِي السَّمَاءِ

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کو چھپانے والے پر لعنت کرتی ہے ہر چیز نہ یہاں تک کہ پھلی دریا میں اور پرندے آسمان کے درمیان میں

فائدہ ۳: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ دین کا علم عطا فرمائے اور اس نے اپنا علم دنیا کے واسطے چھپا لیا تو اس پر ہر چیز لعنت کرتی ہے۔

⑧ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَالَمٍ لَا يَتَعَمَلُ بِهِ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ رُوحَهُ تَعَالَى عَابِرِ الشَّمَادَةِ وَنَادَى مَنَادِي مَيِّتِ السَّمَاءِ يَا فَاجِرٌ حَسِبْتَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَتِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو مگر اس کی رُوح بغیر شہادت کے نکلے گی اور آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے فاجر! تمہارے دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو گئے۔

کتاب لباب الحدیث

فائدہ ۴: اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو عالم اپنے مقصد کو نہ پہچانے عمل نہ کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے فاجر انسان! تو نے دنیا اور آخرت میں خسارہ کیا یعنی تیری دنیا بھی خراب اور آخرت بھی خراب اور شہادت کی موت سے بھی محروم ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم پر

عمل نہ کرنے کی وجہ سے دنیا میں بھی ذلت ہوگی پریشانی ہوگی۔ ہر عالم سے علم کا یہ مطالبہ ہے کہ پھر پر عمل کرو اور مجھ کو اور لوگوں تک پہنچاؤ، اگر ہم اور لوگوں کو نہیں پہنچائیں گے تو اس پر عمل نہ ہوا اور پھر پہنچانا بھی انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر ہوا۔ بے طلب لوگوں میں طلب پیدا کرنا لوگ دین سے ناواقفیت کی وجہ سے بہنہ کی طرف جا رہے ہیں ان کا فکر کرنا پوری امت کی ذمہ داری ہے لیکن سب سے زیادہ ذمہ داری علماء پر ہے اس لیے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے :

⑨ الْعُلَمَاءُ مَصَابِيحُ الْأَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْأَنْبِيَاءِ وَوَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔
یقیناً علماء کرام زمین پر چراغ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے نائبین ہیں اور میرے وارث ہیں اور انبیاء کے وارث ہیں۔
مجھ سے پہلے تھے۔

فائدہ : اس حدیث میں علماء کرام کا میراث ذکر ہے کہ یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور جو انبیاء علیہم السلام پہلے آئے تھے ان کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا کام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر لانا اور اس کے لیے قرب پوری کوشش کرنا یہ انبیاء علیہم السلام کا کام تھا۔

⑩ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَكُونُ عَالِمًا حَتَّىٰ يَكُونَ مَعْلَمًا وَلَا يَكُونُ بِالْعِلْمِ عَالِمًا حَتَّىٰ يَكُونَ بِهِ عَامِلًا۔
سیدنا ابوذر دار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک طالب العلم نہ بنے اور اس وقت تک اپنے علم پر عمل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے

علم پر عمل کرنے والا نہ بنے۔

فائدہ : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی اُس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اس کے طلب میں نہ لگے یعنی علم بغیر محنت اور کوشش کے نہیں ملتا ایک بات مشہور ہے کہ دنیا کے لیے جتنی محنت کرو گے اتنی ہی ملے گی یہ بات غلط ہے اس لیے کہ دنیا تو محنت سے بھی ملتی ہے اور بغیر محنت کے بھی ملتی ہے، مثلاً ایک امیر آدمی مر جائے تو اس کا مال اُس کی اولاد کو بغیر محنت کے ملتا ہے لیکن اگر کسی عالم کا انتقال ہو جائے تو اس کا علم اولاد کو میراث میں بغیر محنت کے نہیں ملتا اس کے لیے اس کو دنیا میں محنت کرنی پڑے گی، دین اور دین کا علم ایک چیز ہے یہ بغیر محنت اور کوشش کے کسی کو بھی نہیں ملتی اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم اُس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل کرے، علم تو عمل کے لیے ہے اگر علم پر عمل نہ ہو تو یہ علم قیامت کے دن عالم پر الزام ہوگا۔

⑪ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَالِمُ عَالِمًا إِنْ عِلْمُهُ طَلَبَ يَعْلَمُهُ اللَّهُ لَمْ يَأْخُذْ عَلَيْهِ طَنَعًا وَلَا يَمْتَرُ بِهِ ثَمْنَا وَعَالِمٌ طَلَبَ يَعْلَمُهُ الدُّنْيَا أَمْثَرُ بِهِ ثَمْنَا وَآخِذَ عَلَيْهِ طَمَعًا يَخْلُ بِهِ عَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ يُلْجِمُهُ اللَّهُ يَوْمَ
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء دو قسم کے ہیں ایک وہ ہے جو علم کی وجہ سے صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کرے اس پر نہ تو طمع کرے کسی سے نہ دنیاوی کوئی چیز لی اس پر۔ اور دوسرا عالم وہ ہے جس نے دنیاوی اشیاء لوگوں سے وصول کیں اور اللہ تعالیٰ

القیامۃ بلجام من نار فینادی
 علیہ ملک من الملائکۃ الا ان
 هذا فلان ابن فلان اتاه اللہ
 تعالیٰ فی دار دنیا علماً فاشتری بہ
 ثمناً واخذ علیہ طمغاً فلا ینزل
 ینادی علیہ حتی یفرغ من الناس
 شو یصنع اللہ بہ ما احب

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۰۳

یہ آواز دینے والا آواز دے گا حتیٰ کہ لوگ اپنے اپنے حساب سے فارغ ہو جائیں
 اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہ کرے گا جو چاہے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جس عالم نے اپنا مقصد نہ پہچانا
 اس کو قیامت کے دن آگ کے لگام پہنائے جائینگے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ فلاں
 بن فلاں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں علم دیا تھا اور اس نے اس پر دنیاوی
 چیزیں حاصل کیں اور یہ آواز ہمیشہ ہو گا حتیٰ کہ تمام لوگ حساب کتاب سے فارغ
 ہو جائیں۔

۱۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ عِلْمًا وَلَمْ يَنْزِدْ
 فِي الدُّنْيَا نَهْدًا لَمْ يَنْزِدْ مِنَ اللَّهِ
 إِلَّا بَعْدًا

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۹۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے
 اور اس نے اپنے علم کی وجہ سے زہد
 یعنی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا

نکڑ زیادہ نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے قربت یعنی قریب ہونے کے بجائے
 دوری حاصل کی۔

۱۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الْعِلْمُ مَعْلَمَانِ فَعَلِمَ نَأْيَهُ
 فِي الْقَلْبِ فَذَا إِلَيْكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ
 وَعَلِمَ فِي اللِّسَانِ فَذَا إِلَيْكَ حِجَابٌ
 اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۸۴

فائدہ: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ ہے
 جو دل پر اثر انداز ہو اور ایک وہ ہے جو زبان پر ہوتا ہے آج کل ہم دیکھتے ہیں
 کہ زبان سے علم اور دل سے جہل، اللہ تعالیٰ کی معرفت سے جاہل، یہ ایسا علم
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر حجت ہے۔

۱۴) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ عِلِمَ عِلْمًا ثُمَّ كَتَمَهُ
 الْجَهْلُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۱۴

فائدہ: اس حدیث شریف میں حق بات کو چھپانے پر جو عید ذکر ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ علم ہے
 جس کا اثر دل پر ہوتا ہے یہ نفع والا
 علم۔ اور ایک ہے وہ علم جو صرف زبان
 پر ہوتا ہے یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے بندوں پر حجت۔

وہ ہر بات کو چھپانے پر نہیں بلکہ بعض اوقات کسی مصلحت کی بنیاد پر کسی بات کو چھپانے میں خیر ہوتی ہے عالم پر لازم ہے کہ اگر میں اس بات کو بیان کروں تو اس سے کسی کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔ اگر بیان کرنے سے فائدہ ہو تو بیان کرے اور اگر اس میں کوئی فائدہ نہیں تو بیان نہ کرنے میں خیر ہوتا ہے۔

اس حدیث میں جو وعید ذکر ہے وہ تو اس بات پر ہے جس میں عام انسانوں کے لیے خیر ہو اور وہ بات عالم اس لیے چھپائے کہ اس سے اس عالم کی دنیاوی نفع میں نقصان ہوگا۔ میرے خیال میں تو اس وقت ہر عالم پر فرض ہے کہ تمام کوششوں کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش کرے کہ انسانوں کے دلوں سے مال اور دولت کی محبت نکال کر اعمالِ صالحہ کی محبت پیدا کرے اور دنیا سے آخرت کی طرف اور غیر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ تھا اور علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور اگر خدا نخواستہ علماء نے اس محنت کو چھوڑ دیا تو یہ وعید انہی علماء کے لیے ہے۔

۱۵) عَنْ مَعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدْعُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ فَلْيُنْشُرْهُ فَإِنَّ كَاتِمَ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ بدعت میں مبتلا ہوں اور اس امت کے آخر لوگ پہلے لوگوں یعنی صحابہ پر لعنت کریں تو اس وقت ان لوگوں پر لازم ہے جن کے پاس علم ہو کہ لوگوں میں علم کو پھیلانے یقیناً علم کو چھپانا اس وقت

کنز العمال جلد ۱ ص ۲۱۶

میں ایسا ہے جیسا کہ اس نے وہ چھپایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے۔

۱۶) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ فَلْيُنْشُرْهُ فَإِنَّ كَاتِمَ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اس امت کے آخر لوگ اس امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اپنے علم کو پھیلانے میں یقیناً اس وقت میں دین کا چھپانا ایسا ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا

کنز العمال جلد ۱ ص ۲۱۶

فائدہ: ان احادیث میں صاف طور پر بیان فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دیا ہو اور وہ اس کو چھپائیں اور لوگوں میں نہ پھیلانے میں تو اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور جس نے علم دین کو چھپایا تو اس نے یقیناً وہ چھپایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس وقت میں خاص کر لوگوں کو جو حق بیان کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اس امت کو اپنا مقصد بیان کرنا ہے اور سمجھنا ہے کہ ہر چیز ایک مقصد کے لیے ہوتی ہے، اس امت کا مقصد صرف زمینداری اور دوکانداری، ملازمت اور بیوی بچوں کا پالنا نہیں بلکہ دین پر عمل کرنا ہے اور دین کی اشاعت اور تبلیغ ہے اس امت کے ہر فرد مسلمان پر تین چیزیں فرض ہیں۔ دین کو سیکھنا، دین پر عمل کرنا اور دین کو انسانوں میں پھیلانا یہ کام ہر انسان کا اولین فریضہ ہے۔

عام امت اس فریضہ سے غفلت میں بہت دُور پڑی ہوئی ہے۔ اگر علماء کو عام لوگوں کو قرآن و حدیث سے ان کے کام اور مقصد کی طرف نہ بلائیں اور نہ سمجھائیں تو یقیناً یہ وہ سب کچھ چھپا ہے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس سے پہلے حدیث میں ارشاد ہے کہ جب لوگوں میں بدعات یعنی وہ طریقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو، نہ صحابہ نے کیا ہو اور نہ اس کے بعد عمار حق اس پر راضی ہوں تو اس وقت میں علماء پر فرض ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کریں اور اگر نہ کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ مجالس الابرار صفحہ نمبر ۸۰ میں ایک روایت ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آخر زمانہ میں مکاروں اور دغا بازوں کی ایک جماعت علماء کی صورت میں پیدا ہوگی لوگوں سے کہیں گے کہ ہم علماء اور مشائخ ہیں تم کو دین سکھاتے ہیں اور راہ حق دکھاتے ہیں حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے اور جھوٹی حدیثیں بیان کریں گے اور فاسد عقیدے سکھائیں گے اور تمہارے لیے نئے نئے باطل احکام تجویز کریں گے ان سے بچو اور ان کے پاس بھی نہ بیٹھو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں مبتلا کر دیں۔

۱۷ عَنْ جَنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِي يُعَلِّمُ النَّاسَ الْحَنِيفَ وَيُنْشِئُ نَفْسَهُ كَمَثَلِ السَّرَاحِ يَعْنِي لِلنَّاسِ وَيَحْرِقُ نَفْسَهُ
 سخن اعمال جلد ۱۰ ص ۱۸۷

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عالم کی مثال جو لوگوں کو دین سکھاتے ہیں اور خود اپنے آپ جلائے اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو تودشنی دیتا ہو اور خود کو جلاتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو لوگوں کو بیان کرے اور خود اس پر عمل نہ کرتا ہو اس کی مثال چراغ کی طرح ہے جو لوگوں کو تودشنی دیتا ہو اور خود اپنے آپ کو جلا رہا ہو اس طرح اگر عالم لوگوں کو بیان کرے، درس دے، تبلیغ کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو جن کے لیے درس دیا اور بیان کیا ان کے لیے تو نفع ہے لیکن خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے خود جل رہا ہے اور ایک روایت سند فردوس جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۳ میں اس طرح ہے کہ

۱۸ الْعَالِمُ يَحْتَرِقُ مِثْلَ كَلْمِصْبَاحٍ | بے عمل عالم کی مثال چراغ کی طرح
 يحرق نفسه ويضيئ للناس | ہے کہ لوگوں کو تودشنی دیتا ہو اور خود جل رہا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم صرف سیکھنا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ہے اور دوسروں تک پہنچانا بھی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں بعض قوموں کی تعریف فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسی قوموں کو تعلیم نہیں دیتیں نہ ان کو نصیحت کرتی ہیں نہ ان کو سجدہ ربنائی ہیں نہ ان کو اچھی باتوں کا حکم کرتی ہیں نہ بری باتوں سے روکتی ہیں اور یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسیوں سے نہ علم سیکھتی ہیں نہ سمجھ سیکھتی ہیں نہ نصیحت حاصل کرتی ہیں یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو سجدہ ربنائیں اور دوسرے لوگ ان علم والوں سے ان چیزوں کو حاصل کریں اور اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان سب کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا آخرت کا قصہ الگ ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي
بِي عَلَى قَوْمٍ يُفْتَرَضُ شَفَاهَهُمْ
بِمَقَارِيبِ مَن نَارِ كَمَا قَرَضَتْ
رُحْمَتٌ فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَنْ
هَذَا قَالَ خُطْبَاءٌ مِنْ أُمَّتِكَ
الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ
وَيَقْرُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَعْمَلُونَ
بِهِ كُنْزُ الْعَمَالِ جلد ۱ ص ۱۹۵

فرمایا کہ ہم معراج کی رات میں ایک قوم پر آئے جن کی ہونٹ آگ کی تپنی سے کالٹے جاتے تھے، تو پھر وہ جوڑ دیا جاتا تھا میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہے آپ نے فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو خطبات تھے یعنی علماء بیان کرتے تھے جس پر عمل نہیں کرتے تھے اور وہ پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں سخت وعید ہے کہ آدمی بیان تو کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین پر عمل اور دین کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین!

(۲۲) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَطْلَع قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوا
بِمَ دَخَلْتُمُ النَّارَ فَإِنَّمَا دَخَلْنَا
الْجَنَّةَ بِتَعْلِيمِكُمْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا
نَأْمُرُ وَلَا نَفْعَلُ
كُنْزُ الْعَمَالِ جلد ۱ ص ۲۲

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض جنتی لوگ جہنمی لوگوں کو دیکھنے کے لیے جہنم میں جائیں گے تو ان سے کہیں گے کہ تم لوگ جہنم میں کس طرح آئے ہو ہم لوگ تو تمہارے تبلیغ تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے وہ کہیں گے کہ ہم آپ لوگوں کو تو بیان کرتے تھے

اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: جنتی لوگوں کو تو ہر جگہ جانے کی اجازت ہوگی تو بعض دفعہ جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھنے کے لیے جہنم میں جائیں گے تو جہنم میں بعض تو وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں تو لوگوں کو بیان و نصیحت کرتے تھے تو جنتی لوگ ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ تم لوگ تو ہم کو نصیحت کرتے تھے اور آپ لوگوں کی نصیحت کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہوئے ہیں تو وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم لوگ تو آپ کو بیان و نصیحت کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اس لیے اوہوں کے ساتھ ساتھ اپنی فکر بھی بہت ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے۔

(۲۳) يَا أَيُّهَا عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ
الْقُرْآنُ فِي وَادٍ وَهَمَّ فِي وَادٍ
غَيْرِهَا - كُنْزُ الْعَمَالِ جلد ۱ ص ۱۹۵

کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ ایک جگہ پر ہوں گے اور قرآن دوسری دلیوی یعنی اور جگہ میں ہوگا۔

فائدہ: یعنی قرآن پر عمل نہیں ہوگا قرآن کا جو مقصد ہے وہ نہیں ہوگا ورنہ قرآن تو ان کے پاس ہوگا لیکن عمل نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہوگا کہ قرآن ایک جگہ اور انسان دوسری جگہ۔

(۲۴) عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْهُ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرْآنِ
وَرُحْمَتُ وَطَرِيقٌ مِنْ تَبَلِّكُمْ فَوَ اللَّهُ
لَئِنْ اسْتَقْتَمْتُمْ لَقَدْ سَبَقْتُمْ
سَبْقًا عَيْنِيَا وَلَئِنْ تَرَكْتُمْ شَوْكًا
يَعِينَنَا وَشَمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ
سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے پڑھانے والوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کی قسم تم صحیح راستہ کو پکڑو ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے تھے تو تم لوگ بہت آگے ہو جاؤ گے اور اگر

تم لوگ دائیں بائیں ہو جاؤ گے تو تم
گمراہی میں بھی بہت دُور چلے جاؤ گے۔

فائدہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ علماء کا مقام بہت اونچا ہے اگر اپنے مقام کو پہچانیں اپنے مقصد کو پہچانیں اور مقصد معلوم ہے کہ جس کا وارث اُن کا کام یعنی انبیاء علیہم السلام کے وارث اور کام بھی اُن ہی کا اپنے کام اور مقصد کو چھوڑ کر کسی دوسرے کام میں لگ جائیں تو پھر لَقَدْ ضَلَلْتُمْ صَلَاةً لَا بُعِيدًا یقیناً گمراہی میں بھی بہت دُور ہو جاؤ گے۔ آج بہت سے علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور طریقے کو چھوڑنے کی وجہ سے اوروں سے زیادہ پریشان کیا گیا یہ اس لیے کہ جاننے والا اور غیر جاننے والا برابر نہیں۔ غیر علماء یعنی عام لوگ تو پریشان ہیں وہ اپنے لیے راستے تلاش کرتے ہیں کہ ہماری پریشانی ختم ہو جائے اور تمام دنیا کے انسانوں کی پریشانی دُور ہو جائے لیکن دین کے بغیر کسی کے بھی مسائل حل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۲۵) عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ عَلَى الْمُنْبَرِ يَا كُمْ وَالْمَنَافِقُ الْعَلِيمُ قَالُوا وَكَيْفَ يَكُونُ الْمَنَافِقُ عَلِيمًا قَالَ يَتَكَلَّمُ بِالْحَقِّ وَيَعْمَلُ بِالْمُنْكَرِ

بات تو حق بیان لیکن عمل بے دینی کے کرے تو یہ منافق عالم ہے۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے علماء کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جو بیان تو حق کہے اور عمل غیروں کا کرے علم کے ساتھ عمل کی مثال اس طرح ہے جس طرح وضو فرض ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن وضو کا اپنا کوئی مقصد نہیں وضو تو نماز کے لیے ہے اگر نماز پڑھنی تو وضو کام آیا اور اگر نماز نہیں پڑھی تو وضو بے کار ہے اس طرح علم وضو ہے اور نماز عمل ہے دونوں ضروری اور فرض ہیں (۳۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْبَعْضَ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْعَالِمُ نَيْرُ دُنْيَا الْعَالِمِ مَسْئُورٌ سِيدَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِوَاكَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيَّ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب مخلوق میں ناپسند وہ عالم ہے جو حاکموں کے پاس بہت جاتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے ہر وہ عالم مراد نہیں ہے جو حاکموں اور امیروں کو ان کی اصلاح کے لیے جاتا ہو۔ اس سے وہ مراد ہے جو حاجتوں اور ضرورتوں کو ان سے پوری کرنے کے لیے جاتے ہیں ان کا فیصلہ یقیناً بہت ہی بُرا ہے اس لیے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حاکم عالم کے پاس آیا کرے اور عالم سے اپنے حکومت کے چلانے کے بارے میں پوچھا کرے کہ حکومت کس طرح چلانا ہے لیکن عذاب تو یہ ہے کہ ہم ان سے اپنے ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے جاتے ہیں علماء کو تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لینے کا طریقہ معلوم ہے اس لیے اس طریقہ کو اختیار کرنا ہے اور اگر عالم مالک کو چھوڑ کر نوکر اور منشی کے پیچھے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے کتنا ناراض ہوگا اس لیے تو ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب مخلوق میں ناپسند وہ عالم ہے جو حاکموں اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے اپنے حاجات پوری

اس عالم کو ہوگا جس نے علم پر عمل نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نفع والا علم عطا فرمائے۔ آمینے !

(۳۰) عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ارْتَدَادَ عِلْمًا وَلَمْ يَزِدْهُ فِي الدُّنْيَا زَهْدًا لَعَنَ اللَّهُ بَعْدَهُ.

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۶۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو حاصل کیا لیکن دنیا میں زہد یعنی تناسل سے بے رغبتی کو زیادہ نہیں کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے قرب کی بجائے دوری حاصل کی۔

فائدہ : اس حدیث میں بھی بیان ہے کہ علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا قرب حاصل کرو جب عالم اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ بنائے تو اور کون تعلق بنا سکے گا۔ اس لیے امام بخاری نے بخاری شریف میں ارشاد فرمایا۔

ان لَسْمَ يَكُنُّ الْفَقِهَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ فِي الْآخِرَةِ فَمَا اللَّهُ وَلِي

یعنی عالم باعمل ضرور ولی اللہ ہے اس لیے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

(۳۱) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ الدُّنْيَا تَعْدَلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَاسِقَةٍ كَافِرٍ مِنْهَا شَرِبَتْ لَأَخْرَجَ اللَّهُ الْبَشَرُ مِنْهَا قَوْمٌ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسَاجِدِ حِلَقًا حِلَقًا أَمَامَهُمْ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ حلقہ بیٹھیں گے ان کے سامنے دنیا ہوگی

الدُّنْيَا فَلَا تَجَالِسُوهُمْ فَإِنَّهُ لَيَنْتَنِي اللَّهُ فِيهِمْ حَاجَةً كَوَانِ لَوْ كَانَتْ كَوْنِي حَاجَتِ نَهَيْتُمْ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۰۵

فائدہ : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں کچھ لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ حلقہ بنا کر بیٹھیں گے ان کے سامنے دنیا کی محبت ہوگی ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں یعنی دنیا اتنی زیادہ ہوگی اور دنیا کی محبت اتنی زیادہ ہوگی کہ مسجدوں میں بھی دنیاوی باتیں ہوں گی یا دنیا کا نام مقصد ہوگا ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو مسجدوں میں اول دین کا بیان اور بعد میں دنیا کے لئے سوال اول دین کا طالب اور بعد میں دنیا کا طالب ان لوگوں کا فکر کرنا بھی اب علماء کرام کا فریضہ ہے کہ ان کو سمجھائیں۔ اس دنیا کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بے قیمت ہے، ارشاد ہے کہ اگر پوری دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک چھڑکے پر کے برابر بھی ہوتی تو کفار کو ایک ٹھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا۔

(۳۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ الدُّنْيَا تَعْدَلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَاسِقَةٍ كَافِرٍ مِنْهَا شَرِبَتْ لَأَخْرَجَ اللَّهُ الْبَشَرُ مِنْهَا قَوْمٌ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسَاجِدِ حِلَقًا حِلَقًا أَمَامَهُمْ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر پوری دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھڑکے پر کے برابر بھی ہوتی تو ایک کافر کو بھی پانی کا ٹھونٹ نہ ملتا۔

فائدہ : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ دنیا کی کوئی قیمت نہیں لیکن اس

دنیا نے عام لوگوں کو تو کیا خاص کر بعض علماء کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ابو امامہ باہلی کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تو شیطان کا لشکر شیطان کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ایسا رسول اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے اب ہم کیا کریں اے اللہ نے کہا کیا اس کے امتی دنیا کو دوست رکھتے ہیں یعنی وہ راہب اور تارک الدنیا تو نہیں لشکریوں نے جواب دیا کہ نہیں دنیا دار تو ہیں تو اہل میں نے کہا پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ اگر بت پرست نہیں ہیں تو نہ سہی میں نہیں دنیا کی محبت میں ایسا پھنساؤں گا کہ جو کچھ لیں حق کے لیے نہ لیں اور جو کچھ دے حق کے لیے نہ دے اور جس چیز سے سچیں حق کے لیے نہ بچیں یعنی ان کا لینا دینا اور بچنا سب کچھ غیر حق کے لیے ہوگا کہ تمام فتنے اور فساد ان تینوں امور کے تابع ہیں۔

کیمیائے سعادت ص ۶۷

۳۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُونُ خِيفَ أَخِي الزَّمَانِ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَخْدُثُونَكُمْ بِمَالٍ تَسْمَعُونَ أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ فَايَاكُمْ وَيَا هُو

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۸۹

فائدہ: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ سُنو۔ جس کو دین کا پتہ نہیں اور بیان کرے کہ یہ حدیث ہے جیسے کہ عوام میں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں کہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میں ہیں۔ خاص کر عورتوں میں بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ علماء کو بھی معلوم نہیں اب ان لوگوں کو سمجھانا بھی علماء کرام کا فریضہ ہے۔

۳۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاكُمْ بِعَلِيمٍ وَجْهَ اللَّهِ عَرَّوْجَلٍ هَابَةً كُلَّ شَيْءٍ وَإِذَا آتَاكُمْ بِعَلِيمٍ أَنْ يَلْتَزِمَ بَدَنَكُمْ فَانْكَسِرُوا هَابَةً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

مسند فردوس جلد ۳ ص ۷۹

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم جب اپنے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کر رہا ہو تو ہر چیز اس کی طرف دوڑتی ہے اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ میں خزانہ جمع کر دوں تو اس سے ہر چیز بھاگتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اگر عالم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہر چیز اس کے لیے تابع کر دیتے ہیں اور ہر چیز جس میں اس کے لیے نفع ہو اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے اور جب عالم نے اپنے مقصد کو نہ بچانا تو ہر وہ چیز جس میں اس کے لیے نفع ہوگی وہ اس سے بھاگے گی۔ اور یہ اس کے پیچھے بھاگے گا اور اس کی ساری زندگی پریشانی میں گزے گی اور ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کا بن گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا بن جاتا ہے مَتَى كَانَ يَدُهُ كَأَنَّ اللَّهَ لَهُ، اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ جو عالم حقیقت میں عالم ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ہو تو دنیا اس کے قدموں میں آتی ہے اور جو علم کے باوجود غیروں کے دروں گھروں پر دنیا کے لیے جاتے ہیں تو وہ مال کے پیچھے عام لوگوں سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔

(۳۵) عَمَّا شَهِدَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذَا
الْحَقَّ عَلَيَّ يَوْمَ لَا أُرْزَأُ فِيهِ عَلَمًا
يَقْرَأُ بِنِي إِلَى عَسْرٍ وَجَلَّ فَلَا بُورِكَ
لِي فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ ذَلِكَ الْيَوْمِ
مسند فردوس جلد نبرا ص ۳۱۸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مجھ پر کوئی دن آتا ہے اور مجھے میرے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو تو اس دن میں مجھے لیے خیر نہیں یا اس میں میرے لیے تباہی و ہلاکت ہے۔

بورک اگر پور ہو تو اس کی معنی تباہ کرنے کا ہے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بہت علم دیا تھا اور وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جو دن بھی مجھ پر آیا اور میں اپنے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوں تو اس دن میں میرے لیے خیر نہیں بلکہ ہلاکت ہے اس لیے کہ علم تو اس لیے ہے کہ آدمی اپنے علم کی وجہ سے ہر روز اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرے علم راستہ دکھاتا ہے اور یہ راستہ کامیابی کا ہے علم ایک روشنی ہے اور روشنی میں آدمی ہر چیز کی پہچان کر سکتا ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ علم عمل کو آواز دیتا ہے کہ مجھ پر عمل کرو تو جو کوئی شخص اس پر عمل کرے تو وہ علم باقی رہتا ہے ورنہ وہ بھی چلا جاتا ہے یعنی علم ضائع ہو جاتا ہے۔

فضیل فرماتے ہیں کہ مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے ایک قوم کا سردار جو ذلیل ہو گیا ہو دوسرا وہ غنی جو غنا کے بعد فقیر ہو گیا ہو تیسرا وہ عالم جس پر دنیا کھلی ہو یعنی دنیا کا طالب ہو اور جو دنیا کا طالب ہو گا یہ اس پر کھلے گی۔

حسن فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت

آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے۔

(۳۳) عَنْ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ طَالَِبَ الدُّنْيَا بَعَدَ
الْآخِرَةَ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ
مِنْ نَصِيبٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت کے عمل سے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۰۳

فائدہ: اس حدیث میں بھی ارشاد ہے جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت کے عمل سے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا علم اس لیے نہیں ہے کہ اس سے دنیا مکملے بلکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنا ہے اور انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ہے۔

(۳۴) عَنْ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الزَّيْبَانِيَّةُ أَسْرَعَ إِلَى ضِقَّةِ
حَمَلَةِ الْقُرْآنِ مِنْهُوَ إِلَى عَبْدِ
الْأَوْثَانِ فَيَقُولُونَ يَبْدُ أَبْنَا
تَقْبَلُ عَبْدًا الْأَوْثَانِ فَيُقَالُ
لِمَنْ لَيْسَ مِنْ يَعْلَمُ كَمَنْ
لَا يَعْلَمُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زبانیہ یعنی ملائکہ کہ وہ سخت ترین جماعت ایسے لوگوں پر جن کے پاس قرآن کا علم ہو اور فسق میں مبتلا ہو ان لوگوں سے پہلے جو بتوں کی عبادت کرتے تھے عذاب دیں گے یعنی بے عمل علماء کو کافروں سے پہلے عذاب دیں گے تو یہ لوگ کہیں گے یہ کیا ہوا کہ ہمیں

کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹۱

عذاب کافروں سے بھی پہلے ہو رہا ہے ان کو جواب دیا جائے گا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔

فائدہ: زبانیت فرشتوں کی وہ سخت ترین جماعت ہے جو لوگوں کو جہنم میں مانے اور پھینکنے پر مامور ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص بھی وعظ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مطالبہ فرمائیں گے کہ اس سے کیا مقصد تھا یعنی اس سے کوئی دنیاوی غرض تھا یا خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا تھا۔

مالک بن دینار کے شاگرد کہتے ہیں کہ مالک جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اتنا روتے کہ آواز نہ نکلتی پھر یوں فرماتے کہ تم یوں سمجھتے ہو کہ وعظ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے یعنی میرا دل خوش ہوتا ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس وعظ کا کیا مقصد تھا۔

۳۷) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ الْعَمَلِ فَهُوَ كَالْمُسْتَهْذِي بَرِيهٍ عَرَّ وَجَلَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو طلب کیا یعنی سیکھا غیر عمل کے لیے۔ تو یہ ایسا ہے کہ جیسا اپنے رب سے مزاح کر رہا ہے۔

کنز العمال جلد ۱ ص ۳۰۳

فائدہ: علم کی مثال و منور کی طرح ہے یعنی دنوں نماز کے لیے ہے و منور نماز کے بغیر کوئی چیز نہیں حالانکہ فرض ہے اسی طرح علم فرض ہے لیکن عمل اور تبلیغ کے لیے ہے اگر علم پر عمل اور تبلیغ نہ ہو تو منور ہے اور نماز نہیں تو اللہ تعالیٰ

کے دین کے ساتھ مزاح کر رہا ہے۔
ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ابلیس بازاروں اور راستوں میں چلے گا علماء کی شکلیں بنا بنا کر اور لوگوں سے کہے گا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی اور یہ بات سنی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر بات میں تحقیق ہو۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

۳۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا کہ علم کے چھپانے والے پر لعنت کرتی ہے ہر چیز صحتی کہ پھیلی دریا میں اور پرندے آسمان کے درمیان میں۔

کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹

۴۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عالم کو علم نہیں دیا مگر یہ وعدہ لیا ہے کہ اس کو نہ چھپاؤ۔ یعنی علم کو نہ چھپاؤ۔

کنز العمال جلد ۱ ص ۱۹

فائدہ: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عالم سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اپنے علم کو نہ چھپاؤ اور لوگوں تک پہنچاؤ۔ علم صرف عمل اور تبلیغ کے لیے

ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنا آسان فرمادے۔ آمین ۱

(۳۱) عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا شَرَّ كَتَمَهُ الْجَمْعُ اللهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْحِجَابِ مِنْ نَارٍ

کنز العمال جلد ۱۰ ص ۲۱

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی لکھی ہے اس میں ہر علم کے چھپانے سے مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ علم ہے جس میں انسانوں کا عام فائدہ ہو اور عالم اس کو دنیاوی کاموں میں صرف کرے اور لوگ اس کے علم سے محروم ہو جائیں تو اس کے لیے یہ وعید ہے، علم دین کو انسانوں تک پہنچانا ہے اور جتنا ہو سکے دور سے دور تک اندرون ملک بھی اور اپنے کوشش کے مطابق بیرون ملکوں کے لیے بھی اپنی استعدادیں استعمال کرنے چاہئیں۔

(۳۲) عَنْ ابْنِ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَتْ حِفْظٌ بِهِيَ إِلَّا مَتَافِقٌ ذُو الشَّيْبَةِ فِي تِ الْإِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ وَأَمَامٌ مَقْسُطٌ

(رواہ ترمذی عن الطبرانی)

فائدہ: بعض روایات میں ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ

تین چیزوں کا خوف ہے ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے دوسرا یہ کہ قرآن شریف آپس میں اس قدر عام ہو جائے گا کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے گا حالانکہ اس کے معانی اور مطلب بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے بواکونی نہیں سمجھ سکتا تیسرا یہ کہ علماء کرام کی حق تلفی کی جائے اور ان کے ساتھ لاپرواہی کا معاملہ کیا جائے اس زمانہ میں علماء کرام اور علوم دینیہ کے متعلق اکثر استعمال کیے جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ان میں سے اکثر الفاظ کو الفاظ کفریہ میں شمار کیا ہے

الْأَسْتَهْرَاجُ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمَاءُ كَفَرَانِ شَتْمًا عَالِمًا فَقَدْ كَفَرَ فَتَطْلُقُ امْرَأَتُهُ

جس نے عالم دین کی استہزاء دین کی وجہ سے کی تو اس نے کفر کیا اور جس نے گالی دی دین کی وجہ سے تو یقیناً اس نے کفر کیا اور اس کی بیوی اس پر طلاق ہوئی مگر لوگ اپنی نادانیت کی وجہ سے غافل ہیں شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی جائے بالخصوص اگر مان بھی لیا جائے کہ علماء حقانی کا اس وقت وجود ہی نہیں رہا اور یہ سب جماعتیں جن پر علماء کا اطلاق کیا جاتا ہے علماء، سوا ہی ہیں تب بھی آپ حضرات کو صرف علماء کو علماء، سوا کہنے سے سبکدوشی نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی حالت میں تمام دنیا پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ علماء حقانی کی ایک جماعت پیدا کی جائے ان کو علم سکھایا جائے اس لیے کہ علماء کا وجود فرض کفایہ ہے اگر ایک جماعت اس کے لیے موجود ہے تو یہ فرض سب سے ساقط ہے ورنہ تمام دنیا گنہگار ہے۔ ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ ان علماء کے اختلاف نے عوام کو تباہ و برباد کر دیا ہے ممکن ہے کہ کسی درجہ میں

یہ بات صحیح ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ علماء کا یہ اختلاف آج کا نہیں تو بایں پاسخ
 برس کا نہیں خیر القرون بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نعلین بطور علامت کے دے
 کر اس اعلان کے لیے بھیجتے ہیں کہ جو شخص اس کلمہ کو پڑھے گا لا الہ الا اللہ
 جنت میں ضرور داخل ہوگا راستہ میں عمر رضی اللہ عنہ ملتے ہیں اور معاملہ پوچھتے ہیں
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بتاتے
 ہیں لیکن پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس زور سے ان کے
 سینہ پر دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا کہ وہ بیچارہ سرینوں کے بل گر پڑتے ہیں
 مگر نہ کوئی عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف پوٹھ شائع ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ صحابہ کرام
 میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہا ہیں اور آئمہ اربعہ کے خلاف شاید کوئی بڑی ہو جو
 مختلف فیہ نہ ہو چار رکعت نماز میں نیت باندھنے سے سلام پھیرنے تک تقریباً
 دو سو مسئلے آئمہ اربعہ کے یہاں ایسے مختلف فیہ ہیں جو مجھ کو تاہ نظر کی نگاہ سے
 بھی گزر چکے ہیں اور اس سے زائد نہ معلوم کتنے ہوں گے مگر کبھی رخ یدین اور
 آئین بالمہر وغیرہ دو تین مسئلوں کے سوا کانوں میں نہ پڑے ہوں گے نہ ان کے
 لئے اشتہارات و پوٹھ شائع ہوئے ہوں گے نہ جلسے اور مناظرے ہوتے دیکھے
 ہوں گے راز یہ ہے کہ عوام کے کان ان مسائل سے آشنا نہیں ہیں علماء میں
 اختلاف حرکت ہے اور پد بھی امر ہے جب کوئی عالم کسی شرعی دلیل سے
 کوئی فتویٰ دے گا دوسرے کے نزدیک اگر وہ حجت صحیح نہیں تو وہ شرعاً اختلاف
 کہنے پر مجبور ہے اگر اختلاف نہ کرے تو مدابن اور عامی ہے حقیقت یہ ہے
 کہ لوگ کام نہ کرنے کے لیے اس پلڑے کو جو عز کو حیلہ بتاتے ہیں۔ ورنہ ہمیشہ

ذکر الہیوں اہلبا میں اختلاف ہوتا ہے ذکر الہی کے لئے میں اختلاف ہوتا ہے مگر
 کوئی شخص علاج کرانا نہیں چھوڑتا مقدمہ لڑانے سے نہیں رکتا پھر کیا مصیبت
 ہے کہ دینی امور میں اختلاف علماء کو حیلہ بنایا جاتا ہے یقیناً سچے عمل کرنے والے
 کے لیے ضروری ہے کہ جس عالم کو وہ اچھا سمجھتا ہے شیخ سنت سمجھتا ہے اس
 کے قول پر عمل کرے اور دوسروں پر لغو حملوں اور طعن سے باز رہیں جس کے ذہن
 کی رسائی دلائل کے سمجھنے اور ان میں تزیح دینے تک نہیں اس کا حق نہیں کہ انص
 میں دخل دے اور بات یہ ہے ہر معروف مقبل نہیں اور مقبل معروف نہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 ذَكَرْنَا أَنَّ فِي التَّوْبَةِ مَكْتُوبًا
 أَنَّ ابْنَ آدَمَ يَذْكُرُ فِي وَبَشَائِخِ
 وَيَذْعُو الْحَا وَيَقْفِرُ مِنْهُ وَيَبْطُلُ
 مَا تَرْتَهْبُونَ وَأَمَّا بِذَلِكَ عَزَّ وَجَلَّ
 مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ
 الْمُنْكَرِ وَيَتْرِكُ نَفْسَهُ وَهُوَ جَلَلٌ
 وَعَلَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ
 غَنِيَّةُ الطَّالِبِينَ

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ تورات
 میں ہے اے آدم کے بیٹے تم لوگوں
 کو تو مجھ سے ڈرتے ہو مگر خود مجھے بھول
 جاتے ہو، لوگوں کو تو میری طرف بلاتے
 ہو لیکن خود مجھ سے بھاگ جاتے ہو
 اس طرح تیرا ڈرانا بے کار ہے اور جو
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور
 اپنے نفس سے بھلائے اور اللہ عزوجل
 اس کو خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے تورات میں ارشاد فرمایا کہ اے آدم کی اولاد تم لوگوں کو
 میری یاد دلاتا ہے یعنی لوگوں کو میرا بیان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے
 سب کچھ کرنے والا ہے لیکن خود مجھ پر یقین نہیں کرتے اور لوگوں کو میری طرف بلاتے

ہو اور خود مجھ سے بھاگ جاتے ہو یعنی تو نے لوگوں کو تو یہ ترغیب دے دی کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بنا لو اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم کر لو لیکن خود مجھ سے تعلق نہیں بناتے ہو اور خود مجھ سے لینے والا نہیں بنتے تو اس طرح تیرا ڈرانا بے کار ہے اور تیرے بیانات بے کار ہیں اور تبلیغ بے کار ہے اس لیے ضروری ہے کہ خود مجھے یاد کرو اور مجھ سے ڈرو اور مجھ سے تعلق جوڑ لو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔

عَنْ ابِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَىٰ يُقْفَىٰ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلًا اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ يَعْتَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ نِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنَّ يُقَالُ جَبْرِيٌّ فَقَدْ قَتَلْتُ شَعْرًا أَمِيرِيهِ فَسَحِبْ عَلَيَّ وَجْهِي حَتَّى أُلْقَىٰ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نَعِمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن بن لوگوں کا فیصلہ سنایا جائے گا ان میں سے ایک شہید بھی ہوگا جس کو بلا کر اول اللہ تعالیٰ اپنی ان نعمتوں کا اظہار فرمائیں گے جو اس پر کی گئیں تھیں وہ اس کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا اس کے بعد سوال کیا جائے گا کہ اس نعمت سے کیا کام لیا وہ کہے گا کہ تیری رضا کے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لیے کیا تھا کہ لوگ بہادر نہیں گئے سو کہا جا چکا اور جس غرض کے لیے جہاد کیا تھا وہ حاصل ہو چکا اس کے

الْعِلْمَ وَعَلَّمْتَهُ وَقَرَأْتَ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالُ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالُ إِنَّكَ قَارِئٌ فَقَدْ قَتَلْتُ شَعْرًا أَمِيرِيهِ فَسَحِبْ عَلَيَّ وَجْهِي حَتَّى أُلْقَىٰ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّخَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نَعِمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تَحِبُّ أَنْ يُتْفَقَ فِيهَا إِلَّا آفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالُ لِمَنْ جَوَادٌ فَقَدْ قَتَلْتُ شَعْرًا أَمِيرِيهِ فَسَحِبْ عَلَيَّ وَجْهِي حَتَّى أُلْقَىٰ فِي النَّارِ (رواہ مسلم)

بعد اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرے وہ عالم بھی ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پاک حاصل کیا اس شخص کو بلا کر اس پر جو نعمتیں دنیا میں کئے گئے تھے ان کا اظہار کیا جائے گا اور وہ اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے بھی پوچھا جائے گا ان نعمتوں میں کیا کیا کام کیے وہ عرض کرے گا کہ تیری رضا کے لیے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا قرآن پاک تیری رضا کے لیے حاصل کیا جو اب بٹے گا کہ جھوٹ بولتے ہو تو نے علم اس لیے پڑھا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن اس لیے حاصل کیا تھا کہ لوگ قاری کہیں سو کہا جا چکا اور جو غرض پڑھنے پڑھانے کی تھی وہ پوری ہو چکی

اس کے بعد اس کو بھی حکم سنایا جائے گا اور وہ بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا تیسرا وہ مالدار بھی ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے رزق کی وسعت عطا فرمائی اور ہر قسم کا مال مرحمت فرمایا بلایا جائے گا اور اس سے بھی نعمتوں کا اظہار اور ان کے اقرار کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا کارگزاری کی ہے وہ عرض

کرے گا کہ کوئی کام خیر کا ایسا نہیں جس میں خرچ کرنا تیری رضا کا سبب ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہوا ارشاد ہوگا جھوٹ ہے سب اس لیے کیا کہ لوگ سخی کہیں سو کہا جا چکا اس کو بھی حکم کے موافق کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

فائدہ: اعمال میں نیت کا کیا درجہ ہے اور خلوص کی کتنی ضرورت ہے اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ بندہ کتنے بڑے سے بڑا عمل خیر کے بڑی سے بڑی نیکی کر ڈالے لیکن اگر اس کی نیت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں تو اس کا وہ عمل اور نیکی کسی کام کی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی نیت ہو اور جذبہ اطاعت خلوص سے بھر پور ہو ورنہ جو بھی عمل بغیر اخلاص اور بغیر نیت خیر کے کیا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کو مقبول نہیں بلکہ عذاب کا سبب ہوگا۔

اس حدیث میں عالم، شہید اور مالدار سخی کا بیان ہے اگر ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو تو یہ حشر ہوگا جو اوپر بیان ہوا اس سے پہلے حدیثوں میں جو فضائل ہیں پھر بھی اگر کوئی اپنے مقصد کو نہ پہچانے تو یہ عذاب دے جائیں گے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَالَمِ الْإِقْوَاتِ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَهُ يَوْمَ أَخَذَ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ كُنْزُ الْعَالَمِ عِنْدَنَا مَسْأَلًا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا۔

فائدہ: ہر عالم سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ لیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے

انبیاء علیہم السلام سے لیا تھا اور انبیاء علیہم السلام سے دین کی اشاعت اور تبلیغ کا وعدہ لیا تھا اور اس طرح ہر عالم سے وعدہ لیا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے دین کو انسانوں کی زندگیوں میں لانے کے لیے محنت کریں اور ہر امتی کو یہ حکم ہے کہ اذْ حَلَقًا فِي السَّلَةِ كَأَفْتَدٍ - اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور دین کی اشاعت کرو اور ارشاد ہے میری طرف سے اگر ایک آیت بھی تم کو معلوم ہو تو اور لوگوں تک پہنچا دو اور علماء کرام کو تو پورے قرآن اور حدیث نثر کا علم ہے ان کو تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچانا ہے۔ علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور وہ میراث اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچانا یہ ہر ایک نبی کی ذمہ داری تھی اب یہ ذمہ داری ہر ایک عالم کی ہے اور اس کے ساتھ ہر ایک امتی پر یہ فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو اپنی زندگیوں میں بھی لائے اور پوری دنیا کے انسانوں میں لانے کے لیے کوشش کریں اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غیبی رزق عطا فرمائے گا ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْعَرَامَ وَرَأَيْتُ حَلَقَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذِهِ فَقَالَ حَلَقَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَنِي حِزْرِ الرَّبِيدِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتَهُ يَقُولُ مَنْ تَفَقَّهُ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مَهْمَةً

امام ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ میں مسجد حرام میں داخل ہوا میں نے ایک حلقہ دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ ایک صحابی عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ ہے پس میں آگے بڑھا اور ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے دین کا علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد دینی اور دنیوی کا ذمہ دار

وَرَفَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَخْتَلِبُ
پہنچانے گا جہاں سے اس کو گمان بھی ہوگا

(مسند ابوحنیفہ)

فائدہ: حدیث میں کفایہ اللہ تعالیٰ مراد ہے اس سے دنیا اور آخرت یعنی دونوں جہان کی ذمہ داری مراد ہے جس طرح دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے تمام غموں کو ایک غم بنایا یعنی آخرت کا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں اور تکلیفوں کا ذمہ دار ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مسلمان آخرت کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غمی فرمادیتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے اور جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین قرار دیتا ہے تو پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں جتنا حصہ مقدر ہے اس سے زیادہ ملتا ہی نہیں۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی وفات میں بعض نے اختلاف کیا ہے کہ ان کی وفات پچاسی یا اٹھاسی سال کے درمیان میں کسی سال ہوئی تو گویا امام صاحب کی عمر ان کی وفات کے وقت پانچ سے آٹھ سال کے درمیان میں تھی اور ان کا حج ۹۶ میں ہوا تو اس حساب سے امام صاحب کی ملاقات عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ مگر برہان الاسلام حسن بن علی بن حسین غزنوی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۹ میں ہوئی لہذا اس حقیقت کے پیش نظر ملاقات ممکن ہے۔

عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ
الْعُلُوُّ خِزَانَةٌ وَمِفْتَاحُهَا
السُّؤَالُ قَاسِمًا لِنَوَائِرِ حُكْمِ اللهِ
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ علم ایک خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے اس لیے علماء سے پوچھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳

فائدہ: اس حدیث میں سوال کرنے کا حکم ہے کہ دوسرے سے پوچھ یعنی علماء کرام سے۔ غیر عالم پر تو فرض ہے کہ علماء کرام سے پوچھ کہ زندگی گزاریں لیکن ان میں سب کو حکم ہے یعنی عالم بھی بعض مسائل میں کسی دوسرے عالم سے پوچھ لیا کرے۔ علامہ شیطیبی اور امام سبکی ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یوں ہے کہ محدثین کرام کی ایک جماعت تشریف فرما تھی جن میں خصوصیت سے امام یحییٰ بن معین ابوحنیفہ زبیر بن حرب اور خلف بن سالم وغیرہ قابل ذکر ہیں کہ اتنے میں ایک عورت آئی جو مردہ عورتوں کو پہلانے والی تھی اس عورت نے دریافت کیا کہ کیا حیض والی عورت مردہ عورت کو پہلا سکتی ہے یا نہیں۔ پوری جماعت سے اس کا جواب نہ ملا اور ایک دوسرے کا مردہ دیکھنے لگے اتنے میں امام ابو ثور سامنے سے آئے سب نے کہا کہ یہ مسئلہ اس آئے والے شخص سے دریافت کرو جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مالفتہ عورت مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص موقع پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا تھا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بحالت حیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں پانی ڈال کر دھویا کرتی تھی۔ جب اس حالت میں زندہ آدمی کے سر پر پانی ڈالا جا سکتا ہے تو مردے کو کیوں ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا ہے اور اس کو کیوں غسل نہیں دیا جا سکتا۔ امام ابو ثور کا یہ فتویٰ جب ان محدثین نے سنا تو اس حدیث کی اسناد اور طرق کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا کہ یہ روایت فلاں سے بھی ہے اور فلاں سے بھی مروی ہے تو وہ عورت ان سے مخاطب ہوئی کہ

وَآيِنَ كُنْتُمْ، تم اب تک کہاں تھے۔ بغدادی جلد ۶ صفحہ ۶۷ و طبقاً البحرى جلد ۲۹ صفحہ ۲۰۰

اس واقعہ سے ایک توبیہ امر ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے جملہ پیش آمدہ مسائل محض طرق

حدیث اور اسانید کو جمع کر لینے ہی سے ہرگز حل نہیں ہوتے اور امام مجاہد بن یوسف سے پختہ کار محدث اس میدان میں کون بڑھ سکتا ہے مگر وہ اس جماعت کے اندر وہ بھی لا جواب ہو کر رہ گئے اس حدیث اور واقع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے دین کے بارے میں معاملات ضروری ہیں، بہت سے مسائل اور کام ایسے ہیں کہ ہم لوگوں کو ان کی معلومات نہیں ہیں لیکن ہم نے نہ خود خوب تحقیق کی اور نہ کسی دوسرے عالم سے معلومات کی جیسا کہ اب دعوت تبلیغ کا کام لوگ اس میں وقت دیتے ہیں اور صرف یہ نہیں کہ اس میں علوم غیر علماء جہلنے ہیں بلکہ عوام کے علاوہ علماء کرام بھی ہزاروں کی تعداد میں نکلتے ہیں وقت دیتے ہیں بعض سال سال کے لیے اور بعض چلہ کے لیے اور بعض مختلف اوقات کے لیے ایسے بھی نہیں کہ ان کے سامنے قرآن اور حدیث نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ

کہ پوری امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کے لیے تیار کرنا علماء کی ذمہ داری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اللَّهُمَّ أَنْزِلْ خَلْقَانِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنِّي بَعْدِي | اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما اور وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے۔

اس حدیث میں دعا فرماتے ہیں اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں کثرت سے نقل کی گئی ہیں ان میں یہ دعا بھی بکثرت وارد ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں نے شبِ معراج میں ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ جہنم کی آگ کی قیچیوں سے کترے جا رہے ہیں، میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ واعظ

ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ زبانیتہ ایسے بڑھے لکھوں کو جو فسق میں مبتلا ہوں کافروں سے بھی پہلے پکڑیں گے وہ کہیں گے یہ کیا ہوا کہ ہماری پکڑ کافروں سے بھی پہلے ہو رہی ہے ان کو جواب دیا جائے گا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے یعنی تم نے جاننے کے باوجود یہ حرکت کی۔ زبانیتہ فرشتوں کی وہ سخت ترین جماعت ہے جو لوگوں کو جہنم میں پھینکنے پر مامور ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض منبتی بعض جہتی لوگوں کے پاس جا کر کہیں گے کہ تمہیں کیا ہوا تم یہاں پڑے ہو ہم تو تمہاری ہی وجہ سے جہنم میں گئے ہیں کہ تم ہی سے ہم نے علم سیکھا تھا وہ جواب دیں گے کہ ہم دوسروں کو تو بتاتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ مالک بن دینار حسن بصری کے ذریعے سے یہ

روایت نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھی وعظ کہتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس سے قیامت کے دن مطالبہ فرمائیں گے کہ اس کا کیا مقصد تھا یعنی اس سے کوئی دنیوی غرض تھی مال و منفعت یا جاہ و شہرت یا خالص اللہ کے واسطے کیا تھا، مالک بن دینار کے شاگرد کہتے ہیں کہ مالک جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اتنا روتے کہ آواز نہ نکلتی پھر یوں فرماتے کہ تم یوں سمجھتے ہو کہ وعظ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے یعنی میرا دل خوش ہوتا ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے قیامت کے دن اس کا سوال ہوگا کہ اس وعظ کا کیا مقصد تھا ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب والا وہ عالم ہے جس کے علم سے اس کو نفع نہ ہو۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ قیس کی تعلیم کے لیے بھیجا میں نے جا کر دیکھا کہ وہ وحشی اونٹوں کی طرح ہیں ان کا ہر وقت دھیان اپنے اونٹ اور بکری میں لگا رہتا ہے ان کے سوا کوئی

دوسرا ٹکڑی ان کو نہیں ہر وقت بس دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہیں، میں وہاں سے واپس آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کر کے آئے میں نے ان کا حال بیان کر دیا اور ان کی دین سے غفلت کی خبر سنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمار اس سے زیادہ تعجب کی بات اس قوم کی حالت پر ہے جو عالم ہونے کے باوجود (دین سے) ایسے ہی غافل ہوں جیسا کہ یہ غافل ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو مگر اس کی روح بغیر شہادت کے نکلے گی اور آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ لے تاجر! تیرے دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو گئے کتاب باب الحدیث۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض آدمی جہنم میں ڈالے جائیں گے جن کی بدبو سے اور جہنمی لوگ بھی پریشان ہوں گے وہ لوگ ان سے کہیں گے تمہارا کیا عمل ایسا تھا جس کی یہ نحوست ہے ہمیں اپنی ہی مصیبت جس میں ہم مبتلا تھے کیا کم تھی کہ تمہاری اس بدبو نے اور بھی پریشان کر دیا یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے علم سے نفع نہیں اٹھاتے تھے۔ (ترغیب)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس امت پر زیادہ خوف منافق عالم کلبے کسی نے پوچھا منافق عالم کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ زبان کا عالم دل اور عمل کا جاہل یعنی تقریر تو بڑی پلھے دار کرے مگر عمل کے نام صیغہ۔

حسن بصری فرماتے ہیں کہ تو ایسا نہ بن کہ علماء کے علم کا جمع کرنے والا ہو حکیموں کے نادر کلام کا حامل ہو مگر عمل میں احمق بے وقوفوں کی طرح ہو۔
سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ علم عمل کے لیے آواز دیتا ہے جو کوئی شخص

اس پر عمل کرے تو علم باقی رہتا ہے ورنہ وہ بھی چلا جا لے یعنی علم ضائع ہو جاتا ہے فضیل فرماتے ہیں کہ مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے، ایک قوم کا سردار جو ذلیل ہو گیا، دوسرا وہ غنی جو غنی کے بعد فقیر ہو گیا ہو، تیسرا وہ عالم جس سے دنیا کھینچی ہو یعنی دنیا کا طالب ہو اور جو اس کا طالب ہو گا یہ اس سے کھیلے گی۔

حسن بصری فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے، کسی شاعر کا شعر ہے

عَجِبْتُ لِمَعْبَتِجِ الصَّلَاةِ بِالْهَدْيِ وَمَنْ يَسْتَرِي دُنْيَاهُ بِالدِّينِ أَحْسَبُ
وَاعْتَبِ وَمَنْ هَلْدَيْنِ مَنْ بَاعَ دِينَهُ بِدُنْيَا سِوَاهُ وَمَنْ ذِينَ أَحْسَبُ

ترجمہ: مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو ہدایت کے بدلے گمراہی خریدے اور اس سے زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو دین کے بدلے دنیا خریدے اور دونوں سے زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو اپنے دین کو دوسروں کی دنیا کے بدلے فروخت کرے، یعنی دنیا کا فائدہ تو دوسرے کو ہو اور دین اس کا ضائع اور برباد ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو عالم دنیا دار ہو وہ احوال کے اعتبار سے جاہل سے زیادہ کمینہ ہے اور عذاب کے اعتبار سے زیادہ سختی میں مبتلا ہو گا اور کامیاب اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب علماء آخرت ہیں جن کی چند علامتیں یہ ہیں۔

① اپنے علم سے دنیا نہ کما تا ہو عالم کمال سے کم درجہ پر ہے کہ دنیا کی حقارت کا اس کی کمینہ پن کا اس کے منکر رہنے کا، اس کے جلد ختم ہونے کا اس کو احساس ہو آخرت کی عظمت اس کا ہمیشہ رہنا اس کی نعمتوں کی حمد کی احساس ہو اور یہ بات اچھی طرح جانتا ہو کہ دنیا اور آخرت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، دو سرکنوں کی طرح ہیں جو نسبی ایک کو راضی کرے گا دوسری خفا ہو جائے گی یہ دونوں ترازو کے دو

پلاؤں کی طرح سے ہیں جو نسا ایک پڑا بھکے گا دوسرا ہلکا ہو جائے گا دونوں میں
 مشرق و مغرب کا فرق ہے جو نسا ایک کے تو قریب ہوگا دوسرے سے دور ہو
 جائے گا۔ جو شخص دنیا کی حقارت کا اس کے گدھے پن کا اور اس بات کا احساس
 نہیں کرتا کہ دنیا کی لذتیں دونوں جہان کی تکلیفوں کے ساتھ منقسم ہیں۔ وہ فارغ العقل
 ہے مشاہدہ اور تجربہ ان باتوں کا شاہد ہے کہ دنیا کی لذتوں میں دنیا کی تکلیف بھی ہے
 اور آخرت کی تکلیف تو ہے ہی پس جس شخص کو عقل ہی نہیں وہ عالم کیسے ہو سکتا ہے
 بلکہ جو شخص آخرت کی بڑائی اور اس کے ہمیشہ رہنے کو بھی نہیں جانتا ہے وہ تو کافر ہے
 ایسا شخص کیسے عالم ہو سکتا ہے جس کو ایمان بھی نصیب نہ ہو اور جو شخص دنیا اور
 آخرت کا ایک دوسرے کی ضد ہونے کو نہیں جانتا اور دونوں کے درمیان صحیح کرنے
 کی طبع میں ہے وہ ایسی چیز میں طبع کر رہا ہے جو طبع کرنے کی چیز نہیں ہے وہ
 شخص تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص ان سب چیزوں
 کے جاننے کے باوجود دنیا کو ترجیح دیتا ہے وہ شیطان کا قیدی ہے جس کو شہوتوں
 نے ہلاک کر رکھا ہے اور بد بختی اس پر غالب ہے جس کی یہ حالت ہو وہ علماء میں کیسے
 شمار ہوگا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو عالم دنیا کی خواہش
 کو میرے محبت پر ترجیح دیتا ہے اس کے ساتھ ادنیٰ سے ادنیٰ معاملہ میں یہ کرتا ہوں
 کہ اپنی مناجات کی لذت سے اس کو محروم کر دیتا ہوں۔

(کہ میری یاد میں میری دعائیں اُس کو لذت نہیں آتی)

اے داؤد علیہ السلام! ایسے عالم کا حال نہ پوچھ جس کو دنیا کا نشہ سوار ہو کہ میری محبت
 سے تجھ کو دور کرنے ایسے لوگ ڈاکو ہیں اے داؤد! جب تو کسی کو میرا طالب دیکھے

تو اس کا خادم بن جائے داؤد! جو شخص بھاگ کر میری طرف آتا ہے میں اس کو جہنم
 مانق سمجھتا ہوں اور جس سمجھتا ہوں جہنم لکھ دیتا ہوں اس کو عذاب نہیں کرتا۔
 یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم حکمت سے جب دنیا طلب کی
 جائے تو ان کی رونق جاتی رہتی ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ جب
 کسی عالم کو دیکھو کہ اُمرار کے یہاں پڑا رہتا ہے تو اس کو چور سمجھو یعنی جتنی دُعا
 اُپر دُنیا کے تزییح دینے کی اور اس کی طلب کی گوری ہیں ان میں صرف مال کمانا ہی
 داخل نہیں بلکہ جاہ کی طلب مال کی بر نسبت زیادہ داخل ہے اس لیے کہ جاہ طلبی کا
 نقصان اور اس کی مضرت مال طلبی سے بھی زیادہ سخت ہے۔

② دوسری علامت یہ ہے کہ اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو دوسروں
 کو خیر کا حکم کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

اَكَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ
 الْكِتَابَ كَيْفَا غَضِبَ عَلَيْهِ كَمَا كُنْتُمْ كَامِرُوْنَ كَمَا كُنْتُمْ كَامِرُوْنَ
 لِيْتَعَلَّوْا لَكُمْ تَمَّ تَلَاوْتُ كَمَا كُنْتُمْ كَامِرُوْنَ كَمَا كُنْتُمْ كَامِرُوْنَ

حاتم اَصَمَ رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت
 والا کوئی نہ ہوگا جس کی وجہ سے دوسروں نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا وہ تو کامیاب
 ہو گئے اور تُوں وہ خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہا۔

③ تیسری علامت یہ ہے کہ ایسے علوم میں مشغول ہو جو آخرت میں کام
 آنے والے ہوں نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں ایسے علوم
 سے اجتراز کر لے جن کا آخرت میں کوئی نفع نہیں ہے یا نفع کم ہے ہم لوگ اپنی
 نادانی سے ان کو بھی علم کہتے ہیں جس سے صرف دنیا کمانا مقصود ہو حالانکہ وہ

جہل مُرکب ہے کہ ایسا شخص اپنے کو پڑھا لکھا سمجھنے لگتا ہے پھر اس کو دین کے علوم سیکھنے کا اہتمام بھی نہیں رہتا جو شخص کچھ بھی پڑھا ہو انہوں نے وہ کم از کم اپنے آپ کو جاہل تو سمجھتا ہے دین کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش تو کرتا ہے مگر جو اپنی جہالت کے باوجود اپنے کو عالم سمجھنے لگے وہ بڑے نقصان میں ہے۔

حاکم اہم رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور بزرگ اور شفیق یعنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں ان سے ایک مرتبہ شیخ نے دریافت کیا کہ حاکم کتنے دن یا وقت سے تم میرے ساتھ ہو انہوں نے عرض کیا کہ تینتیس سال سے فرمانے لگے کہ اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا حاکم نے عرض کیا آٹھ مسئلے سیکھے ہیں شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَنَا لَسْتُ رَاجِحُونَ۔ اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ مسئلے سیکھے میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہو گئی حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور صرف آٹھ ہی سیکھے ہیں جھوٹ تو نہیں بول سکتا، شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ وہ آٹھ مسئلے کیا ہیں؟ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

① میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے، بیوی سے، اولاد سے، مال سے، احباب سے وغیرہ وغیرہ لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ قبر میں جاتا ہے تو اس کا محبوب اس سے جدا ہو جاتا ہے اس لیے میں نے نیکیوں سے محبت کر لی تاکہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی ساتھ ہی جائے اور مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا نہ ہو، شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بہت اچھا کیا۔

② میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن پاک میں دیکھا وَآمَنَ خَافَ مَقَاهِرَ رَبِّهِ الْآیۃ۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے رب کے سامنے آخرت میں کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا، اور نفس کو حرام سے روکا ہوگا تو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔

میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق ہے میں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجم گیا۔

③ میں نے دنیا کو دیکھا کہ ہر شخص کے نزدیک جو چیز بہت قیمتی ہوتی ہے بہت محبوب ہوتی ہے وہ اس کو اٹھا کر بڑی احتیاط کے ساتھ رکھتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے پھر میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا۔ مَا عَدَنَكَ كَمَا يَتَفَدُّونَ وَمَا عَشَقَكَ اللَّهُ بَاقِيَ دَسُوقِ نَمْلِ (جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ختم ہو جائے گا خواہ وہ جاتا ہے یا تم مر جاؤ ہر حال میں ختم ہو گیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے) اس آیت شریفہ کی وجہ سے جو چیز بھی میرے پاس ایسی کبھی ہوتی جس کی مجھے وقعت زیادہ ہوتی وہ پسند زیادہ آئی وہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دی تاکہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔

④ میں نے ساری دنیا کو دیکھا کوئی شخص مال کی طرف اپنی عزت اور بڑائی میں لوٹتا ہے کوئی نسب کی شرافت کی طرف کوئی اور فخر کی چیزوں کی طرف یعنی ان چیزوں کی طرف جن چیزوں کے ذریعے اپنے اندر بڑائی پیدا کرنا ہے اور اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ سُوْرۃ مٰجِدَات اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ اس بنا پر میں نے تقویٰ اختیار کر لیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف بن جاؤں۔

⑤ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں عیب جوئی کرتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور یہ سب کا سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر حسد آتا ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا دَحْنٌ مِّنْ اَبْتَابِئِمۡمُ

ابھی شیخ ابوعاتم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قصہ جس کو شیخ ابوعبد اللہ خواص
 رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ ابوعاتم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک
 مرتبہ شیخ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موضع رے میں جو ایک جگہ کا نام ہے گیا تین سو
 آدمی ہمارے ساتھ تھے ہم حج کے ارادہ سے جا رہے تھے سب متوکلین کی جماعت
 تھی ان لوگوں کے پاس تو شہ سا مان وغیرہ کچھ نہ تھا۔ رے میں ایک معمولی خشک مزاج
 تاجر پر ہمارا گزر ہوا اُس نے سارے قافلہ کی دعوت کی اور ہماری ایک رات کی ہماری
 کی۔ دوسرے دن صبح کو وہ میزبان عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا کہ یہاں ایک عالم
 ہمارے ہے مجھے ان کی عبادت کو اس وقت جاننا ہے اگر آپ کی رغبت ہو تو آپ
 جی چلیں عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیمار کی عبادت تو ثواب ہے اور عالم کی تو
 زیارت بھی عبادت ہے میں ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا یہ بیمار عالم اس موضع کے
 قاضی شیخ محمد بن مقاتل تھے جب ان کے مکان پر پہنچے تو عالم رحمۃ اللہ علیہ سوچ میں
 پڑے کہ اللہ اکبر ایک عالم کا مکان اور ایسا اونچا محل غرض ہم نے حاضر کی اجازت
 مانگی اور جب اندر داخل ہوئے تو وہ اندر سے بھی نہایت خوشنما نہایت وسیع
 پاکیزہ ہر جگہ پڑے لٹکے ہوئے عالم رحمۃ اللہ علیہ ان سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے
 اور سوچ میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں ہم قاضی صاحب کے قریب پہنچے تو وہ
 ایک نہایت نرم بستر پر آرام کر رہے تھے ایک غلام ان کے سر ہانے بیٹھا بھل
 رہا تھا وہ تاجر تو سلام کے ان کے پاس بیٹھ گئے اور مزاج پُرسی کی۔ عالم رحمۃ اللہ
 علیہ کھڑے ہے قاضی صاحب نے ان کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا انہوں نے بیٹھنے
 سے انکار کر دیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا آپ کو کچھ کہنا ہے انہوں نے فرمایا ہاں
 ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہہو انہوں نے فرمایا کہ آپ

بیٹھ جائیں غلاموں نے قاضی صاحب کو سہارا دے کر اٹھایا کہ خود اٹھنا مشکل تھا وہ
 بیٹھ گئے عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے علم کس سے حاصل کیا۔ قاضی صاحب
 نے فرمایا معتبر علماء سے۔ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ان علماء نے کس سے سیکھا تھا قاضی
 صاحب نے فرمایا صحابہ کرام رضی عنہم اجمعین سے۔ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا
 صحابہ کرام نے کس سے سیکھا تھا قاضی صاحب نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے سیکھا تھا؟ قاضی صاحب نے
 جواب دیا کہ جبرائیل علیہ سلام سے سیکھا تھا، عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ سلام
 نے کس سے سیکھا تھا قاضی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے، عالم رحمۃ اللہ نے فرمایا
 کہ جو علم جبرائیل علیہ سلام نے اللہ تعالیٰ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا،
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عطا فرمایا اور صحابہ نے معتبر علماء کو اور ان
 کے ذیلیہ سے آپ تک پہنچایا اس میں کہیں یہ بھی وارد ہے کہ جس شخص کا جس قدر مکان
 اونچا اور بڑا ہو گا اس کا اتنا ہی درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی زیادہ ہو گا۔ قاضی صاحب
 نے فرمایا کہ نہیں یہ اسی علم میں نہیں آیا عالم رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر یہ نہیں آیا تو پھر اس علم
 میں کیا آیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس میں یہ ہے کہ جو شخص دنیا سے بے رغبت
 ہو آخرت میں رغبت رکھتا ہو فقرا کو محبوب رکھتا ہو اپنی آخرت کے لیے اللہ
 تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ بھیجتا رہتا ہو وہ شخص حق تعالیٰ شانہ کے یہاں صاحب سے ہے
 عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر آپ نے کس کی اتباع اور پیروی کی، رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ کرام کی یا متقی علماء کی یا فرعون اور مردود کی، اے بڑے عالمو! تم جیوں
 کو عاقل دنیا دار جو دنیا کے اوپر اوندھے گرنے والے ہیں دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ جب عالموں
 کا یہ حال ہے تو ہم تو ان سے زیادہ بڑے ہوں گے سنی یہ کہہ کر عالم رحمۃ اللہ علیہ تو واپس

چلے گئے اور قاضی صاحب کے مرض میں اس گفتگو اور نصیحت کی وجہ سے اور بھی زیادہ
 اضافہ ہو گیا تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو کس نے حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ طنائسی
 جو قزوین میں رہتے ہیں، قزوین ری سے ستائیس فرسخ یعنی ایک اسی میل ہے۔
 وہ اس سے بھی زیادہ رئیسانہ شان سے رہتے ہیں، حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان کو نصیحت
 کرنے کے ارادہ سے چل دیے، جب ان کے پاس پہنچے تو کہا کہ ایک عجی آدمی ہے
 جو عرب کا رہنے والا نہیں ہے آپ سے یہ چاہتا ہے کہ آپ اس کو دین کو بالکل
 ابتداء سے یعنی نماز کی کنجی وضو سے تعلیم دیں طنائسی نے کہا بڑے شوق سے یہ کہہ
 کر طنائسی نے وضو کیا پانی منگایا اور طنائسی نے وضو کر کے بتایا کہ اس طرح وضو کی جاتی
 ہے حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے بعد کہا کہ میں آپ کے سامنے وضو کر لوں تاکہ
 اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے طنائسی وضو کی جگہ سے اٹھ گئے اور حاتم رحمۃ اللہ علیہ
 نے بیٹھ کر وضو کرنا شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو چار چار مرتبہ دھویا، طنائسی نے کہا
 کہ یہ اسراف ہے تین تین مرتبہ دھونا چاہیے، حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بخان اللہ
 العظیم میرے ایک چلو پانی میں تو اسراف ہو گیا اور یہ سب کچھ جو ساز و سامان میں تمہارے
 پاس دیکھ رہا ہوں اس میں اسراف نہ ہوا جب طنائسی کو خیال ہوا کہ ان کا مقصد سیکھنا
 نہیں تھا بلکہ بیغرض تھی اس کے بعد جب بغداد پہنچے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو
 ان کے احوال کا علم ہوا تو وہ ان سے ملنے کے لیے تشریف لائے اور ان سے دریافت
 فرمایا کہ دنیا سے سلامتی کی کیا تدبیر ہے، حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا سے اس وقت
 تک محفوظ نہیں رہ سکتے جب تک تم میں چار چیزیں نہ ہوں

۱۔ لوگوں کی جہالت سے ڈر کر کرتے رہو۔ ۲۔ خود ان کے ساتھ حرکت
 جہالت کی نہ کرو۔ ۳۔ تمہارے پاس جو چیز ہو ان پر خرچ کرو۔ ۴۔ ان کے پاس

جو چیز ہو اس کی امید نہ رکھو۔ اس کے بعد جب حاتم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچے تو
 وہاں کے لوگ خیر سن کر ان کے پاس ملنے کے لیے جمع ہو گئے انہوں نے دریافت
 فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے کہنے
 لگے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محل کون سا ہے میں وہاں جا کر دوکانہ
 اور کاروں لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو محل نہیں تھا بہت مختصر
 مکان تھا جو بہت نیچا تھا کہنے لگے کہ صحابہ کرام کے محل کہاں کہاں ہیں مجھے وہی دکھا
 دو۔ لوگوں نے کہا کہ صحابہ کرام کے بھی محل نہیں تھے ان کے بھی چھوٹے چھوٹے مکانات
 زمین سے لگے ہوئے تھے۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر یہ شہر تو فرعون کا شہر ہے لوگوں
 نے ان کو پوچھا کہ یہ شخص مدینہ منورہ کی توہین کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے شہر کو فرعون کا شہر بتاتا ہے اور پوچھا کہ امیر مدینہ کے پاس لے گئے کہ یہ عجیب شخص
 مدینہ طیبہ کو فرعون کا شہر بتاتا ہے امیر نے ان سے مطالبہ کیا کہ یہ کیا بات ہے انہوں
 نے کہا آپ جلدی نہ کریں پوری بات سن لیں میں ایک عجی آدمی ہوں میں جب اس
 شہر میں داخل ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کا شہر ہے پھر پورا قصہ اپنے سوال و جواب
 کا سنا کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ كَاكِبْرًا
 رَسُوْلًا اللّٰهُ اَسْمُوْا حَسْبَتْهٖ سُرُوْرًا مَّزْبُوْمًا لَّمْ يَلْمِ الْاٰسَافَةَ اِلٰیہِ شَخْصٍ
 کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الہی
 کرتا ہو، یعنی کامل مومن ہو غرض ایسے شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے یعنی ہر بات میں دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا کیا معمول تھا اور اس کا اتباع کرنا چاہیے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ تم نے یہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر رکھا ہے یا فرعون کا اس پر لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔

یہاں ایک بات یہ قابل لحاظ ہے کہ مباح چیزوں کے ساتھ لذت حاصل کرنا یا ان کی وسعت حرام یا ناجائز نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ان کی کثرت سے ان چیزوں کے ساتھ انس پیدا ہوتا ہے ان چیزوں کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے اور پھر اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے اور ان کے فراہم کرنے کے لیے اسباب تلاش کرنا پڑتے ہیں پیداوار اور آمدنی کے بڑھانے کی فکر ہوتی ہے اور جو شخص روپیہ بڑھانے کی فکر میں لگ جاتا اس کو دین کے بارہ میں مداہنت بھی کرنی پڑتی ہے اس میں بسا اوقات گناہوں کے مرتکب ہونے کی نوبت بھی آجاتی ہے اگر دنیا میں گھٹنے کے بعد اس سے محفوظ رہتا آسان ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہتمام سے دنیا سے بے رغبتی پر تنبیہ نہ فرماتے اور اتنی شدت سے اس سے خود نہ بچتے کہ نقشبین کرتے بھی بدن مبارک پر سے اتار دیا۔

یحییٰ بن یزید نوفلی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا جس میں محمد صلوٰۃ کے بعد لکھا کہ بھریہ خبر پہنچی ہے کہ آپ باریک کپڑا پہنتے ہیں اور تلی ردی اہتمام کرتے ہیں اور نرم بستر پر آرام کرتے ہیں دربان بھی آپ نے مقرر کر رکھا ہے حالانکہ آپ اُدھے علماء میں ہیں دور دور سے لوگ سفر کر کے آپ کے پاس علم سیکھنے کے لیے آتے ہیں آپ امام ہیں مقتدا ہیں لوگ آپ کا اتباع کرتے ہیں آپ کو بہت احتیاط کرنی چاہیے محض مخلصانہ طور پر خط لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اس خط کی خبر نہیں فقط والسلام۔

امام مالک رحمۃ اللہ نے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ تمہارا خط پہنچا جو میرے لیے نصیحت نامہ اور تنبیہ تھی حق تعالیٰ شانہ تقویٰ کے ساتھ تمہیں منتفع فرمائے اور اس نصیحت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق

عطا فرمائے خبریوں پر عمل اور برائیوں سے بچنا اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہوتا ہے جو امور تم نے ذکر کئے یہ صحیح ہیں ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے، لیکن یہ سب چیزیں جائز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فَلَا مَنَ حَرَمَ زِينَةَ** اللہ امرات آپ یہ کہہ دیجئے کہ یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت کپڑوں وغیرہ کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو جس نے حرام کیا اس کے بعد تحریر فرمایا کہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ان امور کا اختیار کرنا اختیار کرنے سے ادلی اور بہتر ہے آئندہ بھی اپنے گرامی ناموں سے مجھے مشرف کرتے ہیں میں بھی خط لکھتا رہوں گا۔ فقط والسلام۔

کتنی لطیف بات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمائی کہ حوا کا فتویٰ بھی تحریر فرمایا اور اس کا اقرار بھی فرمایا کہ واقعی زیادہ بہتر ان امور کا ترک کرنا ہی تھا۔

⑤ پانچویں علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ سلاطین اور حکام سے دُور رہیں، بلا ضرورت کے ان کے پاس ہرگز نہ جائیں بلکہ وہ خود بھی آئیں تو ملاقات کم رکھیں اس لیے کہ ان کے ساتھ میل جول ان کی خوشنودی اور رضاجوئی میں تکلف بستے سے خالی نہ ہوگا وہ لوگ اکثر ظالم اور ناجائز امور کا ارتکاب کرنے والے ہوتے ہیں جس پر انکار کرنا ضروری ہے ان کے ظلم کا اظہار ان کے ناجائز فعل پر تنبیہ کرنا ضروری ہے اور اس پر سکوت دین میں مداہنت ہے اور اگر ان کی خوشنودی کے لیے ان کی تعریف کرنا پڑے تو یہ مرتج بھوٹ بٹے ان کے مال کی طرف اگر طبیعت کو میلان ہوا اور طبع ہوئی تو ناجائز ہے۔ بہر حال ان کا اختلاط بہت سے مفاہد کی کنجی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جنگل میں رہتا ہے وہ سخت منزل ہو جاتا ہے اور جو شکار کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ سب چیزوں سے غافل ہو جاتا ہے اور جو

بادشاہ کے پاس آمد و رفت شروع کرے وہ فتنہ میں پڑ جاتا ہے، حدیضہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو فتنوں کی جگہ کھڑے ہونے سے بچاؤ کسی نے پوچھا کہ فتنوں کی جگہ کون سی ہے فرمایا اُمراء کے دروازے کہ ان کے پاس جا کر ان کی غلط کاریوں کی تصدیق کرنی پڑتی ہے اور ان کی تعریف میں ایسی باتیں کہنی پڑتی ہیں جو ان میں نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین علماء وہ ہیں جو حکام کے یہاں حاضری دیں اور بہترین حاکم وہ ہیں جو علماء کے یہاں حاضر ہوں۔

⑥ چھٹی علامت علماء اہل سنت کی یہ ہے کہ فتویٰ صادر کرنے میں جلدی نہ کرے مسئلہ بتانے میں بہت احتیاط کرے حتیٰ الوسع اگر کوئی دوسرا اہل ہوتا تو اس کے حوالہ کرے۔ ابن حنین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض آدمی ایسے جلدی فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ وہ مسئلہ اگر عمر ابنی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتا تو سامنے بدر والوں کو اکٹھا کر کے مشورہ کرتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اتنے جلیل القدر صحابی ہیں کہ دس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے مولانا الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کر دو، یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مشہور فقہا اور مشہور موفیا میں ہیں اور تابعی ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ باوجود صحابی ہونے کے ان تابعی کا نام بتاتے ہیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے، حالانکہ وہ مشہور صحابی اور رئیس المفسرین ہیں تو فرماتے کہ جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کر دو جو اہل فتویٰ ہیں ان سے دریافت کر دو اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو خود بڑے مشہور فقہیہ صحابی ہیں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ تابعی پر حوالہ فرماتے۔

⑦ ساتویں علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ اس کو باطنی علم یعنی سلوک

کا اہتمام بہت زیادہ ہو اپنی اصلاح باطن اور اصلاح قلب میں بہت کوشش کرنے والا ہو کہ یہ علوم ظاہر یہ میں بھی ترقی کا ذریعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جو اس نے نہیں پڑھی۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں ہے کہ اے بنی اسرائیل تم میرے کہو کہ علوم آسمان پر ہیں ان کو کون اُتائے یا وہ زمین کی چیزوں میں ہے ان کو کون اُدر لائے یا وہ سمندروں کے پار ہیں ان پر کون گزے تاکہ ان کو لائے، علوم تمہارے دلوں کے اندر ہیں۔ تم میرے سامنے روحانی ہستیوں کے آداب کے ساتھ رہو، صدیقین کے اخلاق اختیار کرو میں تمہارے دلوں میں سے علوم کو ظاہر کر دوں گا یہاں تک کہ وہ علوم کو گھیر لیں گے اور تم کو ڈھانک لیں گے اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے کہ اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ وہ علوم اور معارف عطا فرماتا ہے کہ کتابوں میں تلاش سے بھی نہیں ملتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی طویل حدیث میں علمائے آخرت کا حال بیان فرمایا ہے جس کو ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح دار السعاده میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں ذکر فرمایا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ قلوب بمنزلہ برتن کے ہیں اور بہترین قلوب وہ ہیں جو خیر کو زیادہ سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں علم کا جمع کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تجھ کو حفاظت کرنی پڑے گی علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے، مال کا نفع اس کے اٹل ہونے، خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے لیکن علم کا نفع ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہتا ہے، عالم کے انتقال سے بھی ختم نہیں ہوتا کہ اس کے ارشادات باقی رہتے ہیں، پھر علی رضی اللہ عنہ نے ایک ٹھنڈا

بھرا اور فرمایا کہ میرے سینے میں علوم ہیں کاش اس کے اہل ملتے مگر میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو دین کے اسباب کو دنیا طلبی میں خرچ کرتے ہیں یا ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو لذتوں میں منہمک ہیں شہوتوں کی طلب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں یا مال کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں غرض یہ طویل مضمون ہے جس کے چند فقرے یہاں نقل کیے ہیں۔

⑧ آنکھوں کی علامت یہ ہے کہ اس کا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑھا ہوا ہو اور اس کا بہت زیادہ اہتمام ہو، یقین ہی اصل رُاس المال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یقین کو سیکھو اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یقین والوں کے پاس اہتمام سے بیٹھو ان کا اتباع کرو تاکہ اس کی برکت سے تم میں یقین کی جھلکی پیدا ہو۔

⑨ نویں علامت یہ ہے کہ اُس کی ہر حرکت و سکون سے اللہ تعالیٰ کا خوف ٹپکتا ہے اس کی عظمت و جلال کا اور ہیبت کا اثر اُس شخص کی ہر اداسے ظاہر ہوتا ہو اُس کے لباس سے ان کی عادات سے اُس کے بولنے سے اُس کے چہرے پر ہنسنے سے، حتیٰ کہ ہر حرکت اور سکون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اُس کی صورت دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہو سکون و قار سکنت تو اضع اس کی طبیعت بن گیا ہو، بہبودہ گوئی، لغو کلامی تکلف سے باتیں کرنے سے گریز کرتا ہو کہ یہ چیزیں فخر اور اکر کی علامات ہیں اللہ تعالیٰ سے بے خوفی کی دلیل ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ علم سیکھو اور علم کے لیے سکون و وقار سیکھو جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے نہایت تواضع سے رہو، جابر علما میں سے نہ بنو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین

افراد وہ ہیں جو جمع میں اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت سے خوش رہتے ہوں اور تنہا یہوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے روتے ہوں ان کے بدن زمین پر رہتے ہوں اور ان کے دل آسمان کی طرف لگے رہتے ہوں۔

⑩ دسویں علامت یہ ہے کہ اُس کا زیادہ اہتمام ان مسائل سے ہو جو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں، جائز ناجائز سے تعلق رکھتے ہیں فلاں عمل کرنا ضروری فلاں عمل سے بچنا ضروری ہے، اس چیز سے فلاں عمل منسلح ہو جاتا ہے، مثلاً فلاں چیز سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، مسواک کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے علوم سے زیادہ بحث نہ کرتا ہو جو محض دماغی تفریحات اور تفریحات ہوں تاکہ لوگ اس کو محقق سمجھیں، حکیم اور فلاسفہ سمجھیں

⑪ گیارھویں علامت یہ ہے کہ اپنے علوم میں بصیرت کے ساتھ نظر کرنے والا ہو محض لوگوں کی تقلید میں اور اتباع میں ان کا قائل نہ بن جائے، اصل اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی ہے اور اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اتباع ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو دیکھنے والے ہیں اور جب اصل اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے جمع کرنے میں ان پر غور و فکر میں بہت زیادہ اہتمام کرے۔

⑫ بارھویں علامت بدعات سے بہت شدت اور اہتمام سے بچنا ہے کسی کام پر آدمیوں کی کثرت کا صحیح ہو جانا کوئی معتبر چیز نہیں ہے بلکہ اصل اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا معمول رہا ہے اور اس کے لیے ان حضرات کے معمولات اور اسوال کا تلاش کرنا ضروری

ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ اس وقت خواہشاتِ علم کے تابع ہیں عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ علم خواہشات کے تابع ہو گا یعنی جن چیزوں کو اپنا دل چاہے گا وہی علوم سے ثابت کی جائیں گی۔ علامہ مغزالی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے یعنی اس کے بارے میں کہ علما کو اپنے محاسبہ کے دن سے خاص طور سے ڈرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا محاسبہ بھی سخت ہے ان کی ذمہ داری بھی بڑھی ہوئی ہے اور قیامت کا دن جس میں یہ محاسبہ ہو گا بڑا سخت دن ہو گا، اللہ تعالیٰ شانہ، محض اپنے فضل و کرم سے اس کی سختی سے محفوظ رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ آج کل ایسے زمانہ میں ہو کہ علماء کی کثرت ہے اور قاریوں کی کمی ہے قرآن پاک کے حدود کی رعایت بہت زیادہ ہے، حروف کی رعایت اتنی نہیں ہے سوال کرنے والے کم ہیں عطا کرنے والے کثرت سے ہیں نمازیں لمبی لمبی پڑھتے ہیں اور خطبے و عطف "مختصر مختصر کہتے ہیں اپنے اعمال کو اپنے خواہشات پر مقدم کرتے ہیں لیکن عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں علماء کی قلت ہوگی قراء کی کثرت ہوگی قرآن کے الفاظ کا اہتمام زیادہ ہوگا اس کے احکام کی رعایت بہت کم ہوگی، سوال کرنے والے بہت ہو جائیں گے اور عطا کرنے والے بہت کم ہوں گے، خطبے اور تقریریں بہت لمبی لمبی ہوں گی نمازیں مختصر ہو جائیں گی، خواہشاتِ اعمال پر مقدم ہو جائیں گی (مع الخوائف)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کا اس وقت کیا حال ہو گا جب نوحوان فارسی بن جائیں گے اور عورتیں سرکش ہو جائیں گی، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا بھی ہو جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہو گا اور اس سے بھی زیادہ سخت ہو گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم نیک کاموں کا حکم کرنا چھوڑ دو گے اور بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دو گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا بھی ہو جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہو گا اور اس سے بھی سخت ہو گا پھر آپ نے ارشاد فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب نیک کاموں کو بُرا سمجھنے لگو گے (مع الخوائف) یہ آخری جملوں میں جو ارشاد ہے یہ سب سے زیادہ سخت خطرناک ہے اس لیے کہ آدمی کتنا ہی بڑے سے بڑا گناہ کرنے لگے وہ کفر نہیں ہے لیکن اسلام کی کسی معمولی سی چیز کے جس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا ثابت ہو چکا ہو استخفاف یا انکار کرنے سے اسلام ہی باقی نہیں رہتا وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے اور اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ دین کو بے دینی اور بے دینی کو دین سمجھیں گے اس سے اور کیا خطرناک وقت ہو گا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی اور بازاروں کی عمارتوں کو بلند اور غالب کرنے لگے گی اور مال و دولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی، یعنی نکاح میں بجائے دین داری اور تقویٰ کے مالدار کو دیکھا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ چار قسم کے عذاب اس پر مسلط فرمادیں گے قحط سالی ہو جائے گی۔ بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے حکام خیانت کرنے لگیں گے اور دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے، حاکم آج کل ان عذابوں میں سے کون سا نہیں ہے جو امت پر مسلط نہیں لیکن وہ اپنی خوشی سے ان کے اسباب کو اختیار

کریں تو پھر شکایت کیا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ نیک اعمال میں جلدی کرو مبادا وہ وقت آجائے جس میں ایسے فتنے واقع ہوں جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں کہ حق ناحق کا پہچاننا مشکل ہو جائے ان میں صبح کو آدمی مسلمان ہوگا شام کو کافر ہوگا، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر ہوگا، معمولی سی دنیوی نفع کے عوض دین کو فروخت کر دینا (مشکوٰۃ) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک فتنہ ایسا آنے والا ہے کہ ہر طرف سے جہنم کی طرف لے جانے والے بلا ہے ہوں گے (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب ایسے سخت پریشانی گریز فتنے ہوں گے جیسا اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح کو آدمی ان میں مسلمان ہوگا شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر، ان میں بیٹھنے والا آدمی کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اس وقت اپنے گھروں کی ٹاٹ بن جانا یعنی ٹاٹ کی طرح گھر کے ایک کونے میں پڑے رہنا۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک ایسا سیاہ فتنہ آنے والا ہے جس کے اثر سے اس امت کا کوئی بھی آدمی نہ بچے گا جب یہ سمجھا جائے گا کہ اب ختم ہو گیا پھر کوئی اور شاخ نکل آئے گی صبح کو آدمی اس میں مسلمان ہوگا شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا صبح کو کافر، حتیٰ کہ دو جماعتیں ایسی بن جائیں گی کہ ایک جماعت خالص مسلمانوں کی جن میں ذرا بھی نفاق نہ ہوگا، ایک خالص منافقوں کی جن میں ذرا بھی ایمان نہ ہوگا اس وقت وہاں کا ظہور ہوگا (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام میں فوجوں کی فوجیں داخل ہو رہی ہیں لیکن ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس طرح فوجوں کی فوجیں

اسلام سے خارج ہونے لگیں گی (مشکوٰۃ فیہ الحاکم) صحیح الزوائد

آخر یہ کفر کی ارزانی مولویوں کی پیدا کی ہوئی تو نہیں ہے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ارشاد فرمائے ایسی صورت و حالات میں کیا یہ ضروری نہیں کہ دین کے باب میں نہایت احتیاط سے کام لیا جائے، محض یہ کہہ دینے سے کہ فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے، فلاں جماعت فلاں کو کافر کہتی ہے اس لیے اب کسی کا بھی اعتبار نہیں ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس صورت میں ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ اس حالت میں خود اپنے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جن وجوہ سے ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر کہتی ہے ان وجوہ کو علماء دین سے تحقیق کر کے کہ ان امور سے کفر واقع ہو جاتا ہے یا نہیں اگر کفر واقع ہو جاتا ہے تو ان سے اپنے کو اور دوسروں کو بچانا خود اپنی ذمہ داری بن جاتی ہے صرف کوئی مزاحیہ فقرہ کہہ دینے سے یا اس بات کے کہہ دینے سے کہ آج کل کفر بہت سستا ہے خلاصی نہیں ہوتی تو یہ کافی نہیں بلکہ اور بھی زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ لوگ بھی اور خود بھی کفر کے کاموں سے بچے۔

ارشاد ہے کہ تم پر کوئی سال اور کوئی دن ایسا نہیں آئے گا جس سے بعد والا سال اور دن اس سے زیادہ بُرا نہ ہو یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔

لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ عَامٌ وَلَا
يَوْمٌ إِلَّا وَاللَّيْلَى بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ
حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ

(کتاب الجامع الصغير بروایۃ احمد و بخاری)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علقمی نقل کرتے ہیں کہ کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا جو علم کے اعتبار سے گزشتہ دن سے کم نہ ہو اور جب علماء نہ رہیں گے اور کوئی نیک باتوں کا حکم کرنے والا اور بُری باتوں سے روکنے والا نہ رہے گا تو

اس وقت سب ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ (جامع الصغير)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ صلحاً ایک ایک ہو کر اٹھ جائیں گے اور لوگ ایسے رہ جائیں گے جیسے کہ خراب تجو اور خراب کھجور کہ اللہ تعالیٰ کی ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں گے کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے اب ہم سب ان حالتوں میں خوب سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مسلمان اُمتی پر دعوت تبلیغ کا کام فرض ہے اس کے بغیر کسی کو (علماء کرام اور دینی طلباء کے علاوہ) کسی کو نجات نہیں اس میں حصہ نہ لینا دنیا اور آخرت کے نقصانات ہیں۔ ایسے خطرناک حالات میں ہم سب دنیاوی زندگی کی خواہشات کے پیچھے لگے ہیں اس صحیح حالات میں دین کے لیے کوشش کرنا اور اس پر مال جان لگانا فرض ہے اور دین پر مال جان کو نہ لگانے کی وجہ سے مسلمانوں پر عجیب عجیب حالات آئیں گے جس کا حال آئے گا۔

مسلمانوں کا رعب اُٹھ جائیگا اور مخالف طاقتیں غالب آجائیں گی۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے والا ہے جس میں کفار ممالک اسلامیہ ممالک پر قابض ہونے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گے جس طرح دسترخوان پر کھانے کے لیے بٹکتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہو گے لیکن بالکل اس طرح پانی کے بہاؤ کے سامنے خس و خاشاک تمہارے رعب دشمنوں کے دل سے اُٹھ جائے گا اور تمہارے دل نہایت سست ہو جائیں گے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سستی کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ تم دنیا کو دوست رکھو گے اور ہر ایک

سے ڈرو گے (مشکوٰۃ)

فائدہ:- ناظرین غور فرمائیں کہ صادق مصدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات ارشاد فرمائے ہیں قیامت کے متعلق اور عالم آخرت کے سلسلہ میں بیان فرمائی ہیں وہ سب صحیح خبریں ہیں اور آئندہ آنے والے واقعات کی غیبی اطلاعات میں جن میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں کیا جاسکتا ان میں سے پہلا یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا وقت آئے گا جبکہ عیسائی بہت سے ممالک پر قابض ہو جائیں گے۔ اس وقت شاہ روم اور عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا اور شاہ روم دار الخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں چلا جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فرقہ کی اعانت اور مدد سے اسلامی فوج ایک نہایت ہولناک اور خونریز جنگ کے بعد مخالف فرقہ پر فتح پائے گی دشمن کی اس شکست کے بعد موافق فرقہ میں سے ایک شخص بول اُٹھے گا کہ صلیب غالب ہو گئی اور اس کی برکت سے فتح نصیب ہوئی یسن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس عیسائی سے مار پیٹ کرے گا۔ اور کہے گا کہ صلیب نہیں دین اسلام غالب ہوا اور اس وجہ سے فتح حاصل ہوئی بالآخر یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے لپکائیں گے اور اس طرح فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور ان دونوں عیسائی فرقوں میں بھی باہمی صلح ہو جائے گی باقی ماندہ مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے اس وقت عیسائیوں کی حکومت خیر بیک جو مدینہ منورہ کے قریب ہے پھیل جائے گی اب مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی عیسیٰ

کو تلاش کیا جائے کہ ان کے ذریعہ سے یہ مصائب دور ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات ملے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام سید رکھا ہے اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یعنی اس کا نام محمد ہوگا پھر فرمایا کہ وہ غلغان میں میرے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوگا اور صورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا یعنی اس کا حلیہ حسن رضی اللہ عنہ کے حلیہ سے ملتا جلتا نہ ہوگا (مشکوٰۃ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا اس کا چہرہ خوب روشن نورانی ہوگا ناک بلند ہوگی۔

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

امام مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس اندیشہ سے کہ لوگ مجھ جیسے ضعیف اور کمزور انسان کو اس عظیم الشان کام کی انجام کے لیے تکلیف دیں گے مگر معظرت چلے جائیں گے۔ (ابوداؤد)

اس وقت کے اولیاء کرام اور ابدال عظام آپ کی تلاش میں ہوں گے کہ آپ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرے ہوں گے مسلمانوں کی ایک جماعت پہچان کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی **هَذَا أَخِيهِمُ اللَّهُ الْمَهْدِيُّ قَائِمٌ مَعُوَالَهُ وَأَطِيْعُوهُ**۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اس شبی آواز کو وہاں کے تمام فاس و عام لوگ سنیں گے (مشکوٰۃ) اس کے بعد

مسلمانوں کو خوب یقین ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ مسلمانوں کے کچھ لوگ ہوں گے مختلف جماعتوں سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح عطار فرمائے گا۔ اس لڑائی میں عیسائی لوگ اس قدر قتل و غارت ہو جائیں گے کہ ان کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی ہے گی اور بے سرو سامان ہو کر اور نہایت ذلیل و خوار ہو کر بری طرح بھاگ جائیں گے پھر بھی مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہت سوں کو قتل کر دیں گے اب امام مہدی علیہ السلام اس میدان کے جان بازوں کو بے انتہا انعام و اکرام سے نوازیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان اور قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فیصدی ایک آدمی بچا ہوگا اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہو جائیں گے چاروں طرف اپنی فوج پھیلا دیں گے اور ان مہمان سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے کوچ فرمائیں گے بحیرہ روم کے کنارہ پر پہنچ کر قبیلہ بنی اسحاق کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی غلامی کے لیے جس کو استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے جب یہ شہر کی فصیل کے قریب پہنچ کر لغزہ تکبیر اللہ اکبر بلند کریں گے تو وہ فصیل اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے یکایک گر جائے گا اور مسلمان شہر کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ تمام شہریندوں اور مفسدوں کا خاتمہ کر کے ملک اور حکومت کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے امام مہدی کی ابتدائی بیعت کے وقت سے اب تک سات سال کا زمانہ گزرے گا (مسلم شریف)

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ | سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ
الزَّمَانِ خَلِيفَةً يَتَسَمَّرُ الْمَالَ
وَلَا يَعُدُّهُ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَتْ
يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةً
يَخْتَنِي الْمَالَ حَتَّىٰ وَلَا يَعُدُّهُ
عَدًّا (مسلم - مشکوٰۃ)

فائدہ: اس غلیفہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ
قَالَ فَيَجِيئُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ
يَا مَهْدِيَّ اعْطِنِي قَالَ
فَيَجِيئُ لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاع
أَنْ يَحْمِلَهُ (رواه الترمذی، مشکوٰۃ)

امام مہدی علیہ السلام ملک اور حکومت کے انتظام میں مشغول و مصروف ہوں گے اور یہ افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے اس خبر کو سنتے ہی امام مہدی ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور اس کی تحقیق فرمائیں گے معلوم ہوگا کہ یہ افواہ غلط ہے اس کے بعد امام مہدی مجتہد کو چھوڑ کر خبر گیری کی غرض سے آستنی اختیار فرمائیں گے مگر تھوڑا عرصہ بھی گزرنے لگے کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔

خروج دجال

دجال قوم یہودی سے ہوگا علوم میں اس کا لقب مسیح ہوگا اس کی دائیں آنکھ میں پھولا ہوگا گھونٹھو گھریا لے حبشیوں کی طرح بال ہوں گے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا اور اس کا ظہور عراق و شام کے درمیان ہوگا جہاں وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہاں سے اصفہان جائے گا اور یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) یہودی ہوں گے اور وہیں سے وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا چاروں طرف فتنہ و فساد برپا کرے گا اور پورے زمین کے اکثر و بیشتر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے خود کو خدا کہہ لوئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کے لئے اس سے بڑے بڑے حقوق عادات ظاہر فرمائے گا۔ اس کی پیشانی پر کف رکھ کر کافر لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف اہل اسلام کر سکیں گے اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا جس کو وہ جنت سے موسوم کرے گا، اپنے مخالفوں کو آگ میں ڈالے گا اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ درحقیقت باغ کے مثل ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا (بخاری، کوئی فرقہ اس کو خدائی کو تسلیم کرے گا تو اس کے لیے اس کے حکم سے بارش ہوگی آناج بجزرت پیدا ہوگا درخت پھلدار، مولیٰ موشی موٹے تانے اور دو دھڑ والے ہو جائیں گے اور جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا اس سے وہ اشیائے مذکورہ بند کر دے گا اور قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تسبیح و تحلیل کھانے پینے کا کام دے گی (بخاری، مسلم و ابوداؤد) اس کے خروج سے پہلے دو سال تک قحط رہے گا، ہوگا تیسرے سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا،

زمین کے دفون فرانے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے (ابو داؤد) بعض آدمیوں سے وہ بچے گا کہ میں تمہارے مردہ باپ کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم میری ملاقات و قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو اس کے بعد وہ شیاہین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کی ہم شکل ہو کر نکلو وہ ایسا ہی کریں گے اس کیفیت سے بہت سے ملکوں پر اس کا گزر ہو گا حتیٰ کہ جب وہ سرحد میں پہنچے گا اور بے دین لوگ بجزرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تب وہ وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا اور وہاں پرفرشنتوں کی حفاظت ہوگی اس لیے وہ مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا (مسلم بخاری) وہاں سے وہ مدینہ منورہ کا قصد کر لے گا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ کی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہوں گے لہذا مدینہ میں دجال اور اس کی فوج داخل نہ ہو سکے گی (بخاری) اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ بھی آئے گا جس سے خوفزدہ ہو کر بد عقیدہ اور منافق شہر سے نکل بھاگیں گے اور دجال کے جاں میں پھنس جائیں گے اور اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجال سے مناظرہ کرنے نکلے گا۔ دجال کی فوج کے پاس پہنچ کر دریافت کریں گے کہ دجال کہاں ہے وہ لوگ ان کی گفتگو کو خلاف ادب سمجھ کر ان کو قتل کرنے کا قصد کریں گے مگر بعض ان کو یعنی اپنے ساتھی ان کو اس اقدام سے روکیں گے اور کہیں گے کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا دجال نے بھی کو قتل کرنے سے منع کر دیا ہے وہ لوگ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے دجال اس بزرگ کو اپنے پاس بلائے گا وہ بزرگ دجال کے چہرہ کو دیکھتے ہی فرمائیں گے کہ میں نے پہچان لیا تو وہی دجال ملعون

ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان کی ہے دجال غصہ میں آکر کہے گا کہ اس شخص کو آرے سے چیر دو وہ لوگ اس حکم کھنتے ہی ان کو دو ٹکڑے کر کے دائیں بائیں ڈال دیں گے اس کے بعد دجال خود ان دونوں کے درمیان سے نکل کر کہے گا کہ اگر اب میں اس کو زندہ کر دوں تو تم لوگ میری خدائی کا پورا یقین کر لو گے تب وہ لوگ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کی خدائی کا یقین کر چکے ہیں اور کوئی شک و شبہ نہیں رکھتے ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہوگا، دجال ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا پناچہ وہ بزرگ خدائے قدوس کی حکمت اور ارادہ سے زندہ ہو کر کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجال ہے جس کی ملعونیت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، دجال اپنے مقتدر کو حکم دے گا کہ ان کو فوج کر دو وہ لوگ آپ کے گلے پر چھری پھیریں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر اور نقصان نہ ہوگا، دجال شرمندہ ہو کر اس بزرگ کو اپنی دوزخ میں ڈال دے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں ٹھنڈی اور گلزار ہو جائے گی اس واقعہ کے بعد دجال کسی کو زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا اس سے پہلے کہ وہ دمشق پہنچے امام مہدی علیہ سلام وہاں آچکے ہوں گے اور جنگ کی تیاری اور فوج کی ترتیب وغیرہ مکمل کر چکے ہوں گے جامع مسجد دمشق میں مؤذن عصر کی آذان دے گا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ سلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے اور امام مہدی علیہ سلام سے ملاقات فرمائیں گے امام مہدی علیہ سلام نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور

فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ امارت فرمائیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ امارت تم کو دیکھو جو تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت و شرف اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا کریں گے اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد یعنی اس پہننے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور امام مہدی علیہ السلام ان کی اقتدا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ شکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت ہے گا میں تو صرف قتل و جہال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ رات اس منجہ امن کے ساتھ بسر کر کے امام مہدی علیہ السلام اپنی فوج کو لے کر میدان جنگ میں تشریف لائیں گے اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون و مردود کے اذ ضرر سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کر دوں پس عیسیٰ علیہ السلام اور اسلامی لشکر و جہال کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔ نہایت خونخوار اور گھسان کی لڑائی ہوگی اس وقت حکیم اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کا فرنگ آپ کا سانس پہنچے گا وہ دینے نیت و نابود ہو جائے گا (بخاری سلم)۔ جہال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا آپ اس مردود کا تعاقب کرتے کرتے مقام لد میں اس کو پکڑیں گے۔ اور اپنے نیزہ سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت اور موت کا اظہار فرمائیں گے۔ اسلامی فوج و جہال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی یہودیوں

کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے اس وقت کوئی چیز یہودیوں کو پناہ نہ دے سکے گی یہاں تک کہ اگر ہر وقت شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں کوئی یہودی پناہ لے گا تو وہ بھی آواز دے گا کہ اے اللہ کے بندے دیکھ اس یہودی کو پکڑو اور قتل کر اللہ تعالیٰ کی زمین پر دجال کا یہ فتنہ اور فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال ایک ہینہ اور ایک ایک ہفتہ کے برابر ہوگا باقی آیام ایسے ہی ہوں گے جس طرح عام طور سے ہوتے ہیں بعض روایات میں ہے کہ دنوں کی درازی بھی دجال کے استدراج کی وجہ سے ہوگی کیونکہ وہ ملعون آفتاب کی گردش روکنا چاہے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی حسب منشا آفتاب کو روک دے گا صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا تو اس ایک دن کی نماز ایک دن کی پڑھنی چاہیے۔ یا ایک سال کی آیت نے فرمایا کہ اندازہ کر کے ایک سال کی ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ دجال کے فتنہ کو ختم کرنے کے بعد امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ان مقامات کا دورہ فرمائیں گے جن کو دجال نے خراب کیا ہوگا دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر تسلی دیں گے اور اپنی عنایات عامہ سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کرنے کے شکت صلیب اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کے احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی دعوت دیں گے یہ وہ وقت ہوگا جب کہ کوئی کافر بلاد اسلامیہ میں نہ رہے گا تمام زمین امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے منور اور روشن ہو جائے گی ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی تمام لوگ عبادت اور اطاعت الہی

میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے آپ کے خلافت کی مکمل مدت سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظامات میں آٹھوں سال وصال کے ساتھ جنگ و جدل میں اور نو سال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزے گا اس حساب سے امام مہدی علیہ السلام کی عمر ۴۹ سال ہوگی اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد چھوٹے بڑے تمام انتظامات عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔

تمام مخلوق نہایت اسن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں ایسے طاقت ور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی لہذا میرے نیک اور فاضل بندوں کو کوہ طور پر لے جاؤ تاکہ وہ وہاں اپنا گزین ہو جائیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کے قلعہ میں جو اب بھی موجود ہے نزل فرما کر اسباب حرب اور سامان رسد ہتیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ قوم یاجوج ماجوج سد سکندری کو توڑ کر ٹڈیوں کی طرح چاروں طرف پھیل جائے گی سوائے مضبوط اور مستحکم قلعہ کے کہیں ان سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی۔

خرنج یا جوج ماجوج

یاجوج ماجوج یا ثف ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں ان کا مستقر انتہاء بلاد مشرق بیرون ہفت اقلیم ہے ان کے شمالی جانب دریائے شوبر

ہے جس کا پانی انتہائی سردی کی وجہ سے اس قدر غلیظ اور منجمد ہے کہ اس میں جہاز رانی قطعی ناممکن ہے شرقی اور غربی اطراف میں دیواروں کے دو بڑے پہاڑ ہیں جس کی وجہ سے آمد و رفت کا راستہ مفقود ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یاجوج ماجوج نکل کر ادھر ادھر کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اس گھاٹی کو ذوالقرنین نے ایک ایسی طریقہ سے دیوار بنائی ہے جس کی بلندی ان دونوں پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہنچتی ہے اور اس کی موٹائی ۶۰ ساٹھ گز کی ہے بند کہ ادیا ہے وہ لوگ دن بھر نقب زنی اور اس کے ٹوٹنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا حملہ سے دیا ہی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس دیوار میں ایک سوراخ ہو گیا تھا مگر وہ اتنا نہیں کہ اس میں سے آدمی نکل سکے جب ان کے نکلنے کا وقت آئے گا تب وہ دیوار اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ٹوٹ جائے گی، اور نکل پڑیں گے ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ میں پہنچے گی تو اس کا سب پانی پی کر خشک کرے گی بحیرہ طبریہ میں ایک مرنے پر چشمہ ہے جو نہایت بڑا اور گہرا ہے جب دوسری جماعت وہاں پہنچے گی تو وہ کچے گی کہ شاید اس جگہ کبھی پانی ہو گا۔ یہ لوگ نکلنے ہی ظلم و قتل غارت گری پر وہ درمی طرح طرح کے عذاب دینے اور لوگوں کو قید کرنے میں لگ جائیں گے یہاں تک کہ کہیں گے اب ہم نے زمین والوں کو تو ختم کر دیا چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں چنانچہ آسمان پر تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا حملہ سے ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔

یا جوج ماجوج کے فتنہ کے زمانہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر غلہ کی بہت تنگی ہوگی اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لیے کھڑے ہوں گے آپ کے اصحاب آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر ایک بیماری بھیجے گا جس کو عربی میں نعفر کہتے ہیں یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ یا بگری کی ناک اور گردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی دیر میں ہلاک کر دیتا ہے ساری قوم یا جوج ماجوج اس مہلک مرض سے ایک ہی رات میں مر جائے گی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہ خبر سن کر قلعہ کے اندر سے تفتیش حالات کے لیے چند اشخاص کو روانہ فرمائیں گے جب ان کو معلوم ہوگا کہ سب ہلاک ہو گئے اور ان کی سٹری ہوئی لاشوں کی بدبو سے لوگوں کا چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے تو اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دست بردغا ہوں گے تب حق تعالیٰ لمبی لمبی گردن اور بڑے بڑے جسم والے جانوروں کو ان پر مسلط کرے گا وہ جانور کچھ کو تو کھالیں گے اور کچھ کو جزیروں اور دریائے شتر میں پھینک دیں گے اور ان کے خون وغیرہ سے زمین کو پاک اور صاف کرنے کی غرض سے بہت زبردست اور بابرکت بارش ہوگی جو متواتر چالیس روز تک ہے گی اس بارش سے پیداوار نہایت بابرکت اور باافراط ہوگی حتیٰ کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے اور بگری کا دودھ ایک کنبے کے لیے کافی ہوگا سب لوگ اس وقت نہایت آسائش اور آرام میں ہوں گے روئے زمین پر سولائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا کی نہ حسد اور بغض بالکل باقی نہ رہے گا۔

سب اطاعت اللہ میں مشغول ہوں گے یہاں تک کہ سانپ بچھو اور درندے بھی ان لوگوں کو ایذا نہیں پہنچائیں گے قوم یا جوج ماجوج کی تلواروں کی تیر اور

کہاں ایک عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی سات سال تک یہ حالات رہیں گے۔ اس کے بعد خرابی نفاست نفسانی ظہور پذیر ہوں گی یہ جملہ واقعات عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوں گے دنیا میں آپ کا قیام ۴۰ سال رہے گا۔ آپ کا نکاح ہوگا اولاد پیدا ہوگی پھر آپ انتقال فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے۔

خلافت جہاہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک شخص جہاہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے یہ قحطان اور ملک یمن کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت عدل و انصاف کے ساتھ امور خلافت کو انجام دیں گے ان کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے ان کے زمانہ میں کفر و جہل کی رسومات عام ہو جائیں گی اور ظلم بہت کم ہو جائے گا۔

اور الحاد و زندقہ پھیل جائے گا۔ بخاری سلم

خسف ہوگا اور دھواں اٹھے گا

اس گھڑ اور الحاد کے زمانہ میں ایک مکان مشرق اور ایک مغرب میں جہاں منکر تقدیر رہتے ہوں گے دھنس جائے گا انہیں دنوں میں آسمان سے ایک دھواں نمودار ہوگا اور زمین پر چھا جائے گا جس کی وجہ سے لوگ نہایت ضیق اور تنگی میں ہوں گے مؤمنین کو اس سے زکام سا محسوس ہوگا اور کافروں کو نہایت تکلیف ہوگی اور بے ہوش ہو جائیں گے کسی کو ایک دن کے بعد کسی کو دو دن کے بعد اور کسی کو تین دن کے بعد ہوش آئے گا۔ یہ دھواں چالیس

طَيْبَةً تَتَّخِذُهُمْ مَحْتًا أَبَاطِيمٍ
فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ
مُسْلِمٍ وَيَبْقَى مِشْرَانُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا
رَجُولٌ فِيهَا تَمَارِجُ الْحُمُرِ
فَعَلَيْهِمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ (سورہ سلم)

حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک
ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے
لگے گی اور اس کی وجہ سے ہر مومن اور
مسلم کی رُوح کو قبض کرے گی اور بڑے
بدذات لوگ باقی رہ جاویں گے آپس
میں جانوروں کی طرح وقت گزاریں گے ان پر قیامت قائم ہوگی۔

جہنم کے کافروں کا غلبہ

اس کے بعد جہنم کے کفار کا غلبہ ہوگا اور ملک میں ان کی حکومت ہو جائے
گی اور یہ جہنم لوگ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے اور اس کے نیچے سے خزانے کو
نکالیں گے اس وقت ظلم و فساد پھیلے گا چوپایوں کی طرح لوگ گلی کو چہ اور بازاروں
میں مال بہن کے ساتھ جماع کیا کریں گے قرآن مجید کا غزول سے اٹھ جائے
گا کوئی اہل ایمان دنیا میں نہ رہے گا اور آپس کے جور و ظلم سے شہر اُجڑ جائیں
گے قحط اور دُبار کا ظہور ہوگا جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی شخص اللہ
تعالیٰ کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا ان حالات کے بعد قیامت قائم ہو جائے
گی جس کی ابتداء نوح صور سے ہوگی جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ

أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ سورہ زمر آیت ۶۸

اور قیامت کے دن صور میں پھونک ماری جائے گی جس سے تمام آسمان اور

زمین والوں کے ہوش اُڑ جاویں گے پھر زندہ تو مر جاویں گے اور مردوں کے
رُوح میں بے ہوش ہو جاویں گی مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے وہ اس سے ہوش
اور موت سے محفوظ رہے گا، پھر اس صور میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی
تو دفعہ سب کے سب قبروں سے نکل کھڑے ہو جاویں گے اور چاروں طرف
دیکھنے لگیں گے۔

وَاشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ
وَجَاءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمُ
بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

اور چمکے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور لڑکھی جائے گی کتاب اور آیا
جائے گا انبیاء علیہم السلام اور گواہوں اور ان میں انصاف سے فیصلہ ہو جائے
گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا

وَوُضِعَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِمَا يَفْعَلُونَ ۝

اور پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کیا اور اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے
جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں۔

فائدہ : ارشاد ہے کہ ایک دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور اس کی ہیبت
ناک آواز سے زمین اور آسمان میں جتنے جاندار ہیں سب بے ہوش ہو جائیں
گے اور اس کے اثر سے کوئی نہ بچے گا مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے بچائے پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ زندہ ہو کر اُٹھ
کھڑے ہوں گے اور ادھر ادھر دیکھنے لگیں گے پھر میدان حشر میں اللہ تعالیٰ

کا جلوہ ظاہر ہوگا اور ساری زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور سب کے اعمال ناموں کا دفتر سامنے لا کر رکھ دیا جائے گا انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے ہر ایک کے معاملہ کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان کے عملوں کا ٹھیک ٹھیک آجمردیا جائے گا۔ کسی پر ظلم نہ ہوگا نہ زیادتی جو جس نے دنیا میں کیا اس کا بھرپور بدلہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کے عملوں کا ذرہ ذرہ پتہ ہے ہر ایک کا پورا پورا حال اسی پر ظاہر ہے وہ ہر ایک کا حساب چمکائے گا اور جو جس جگہ کے لائق ہوگا وہاں پہنچ جائے گا۔

اس آیت میں وَجِئْنَا بِالنَّبِيِّينَ وَاشْهَدْنَا آءِ اس سے مراد یہ ہے کہ میدانِ حشر میں حساب و کتاب کے وقت سب انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے اور شہید سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے مَعْصَاةً سَاءَةً وَشَهِيدًا اس میں سائق اور شہید سے فرشتے مراد ہیں اور ان گواہوں میں اُمت محمدیہ بھی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ اَعْلَى النَّاسِ اور ان گواہوں میں خود انسان کے اعضا و جوارح بھی ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے تَكَلَّمْنَا آيِدِيَهُمْ وَاس آیت میں صاف ارشاد ہے وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ اَعْلَى النَّاسِ یہ اُمت اور انسانوں پر گواہ ہوگی اور ہر اُمتی سے اور انسانوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور خاص کر علماء کرام تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اس لیے ان سے تو سب سے زیادہ پوچھ ہوگی ہر عالم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہر انسان کے لیے فکر مند ہو کہ کس طرح اس کو دنیا و آخرت کی کامیابی

ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی پوری پوری کامیابی پورے دین پر عمل کرنے میں رکھی ہے ہر انسان دنیا میں بھی کامیاب ہو موت کے وقت میں بھی کامیاب ہو، قبر میں حشر میں بھی کامیاب ہو جنت میں داخل ہو جائے اور ہمیشہ کے لیے کامیابی ملے، دین کے بغیر دنیاوی چیزوں سے کامیابی ہرگز نہیں ملے گی ایک آدمی اگر وزیر بن گیا تو وزیر تو اس کو کہہ سکتے ہیں لیکن اس کو کامیاب نہیں کہہ سکتے، ایک شخص اگر وزیرِ اعلیٰ بن گیا تو اس کو وزیرِ اعلیٰ تو کہہ سکتے ہیں لیکن کامیاب نہیں کہہ سکتے ایک شخص اگر صدر بن گیا تو اس کو صدر تو کہہ سکتے ہیں لیکن اس کو کامیاب نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ اول یہ کامیابی ہے نہیں اور اگر ہے بھی تو کچھ وقت کے لیے ہے اور اگر اور بھی زیادہ مل جائے تو موت پر تو ختم ہی ہو جائے گی جس سے کسی کو بھی انکار نہیں اور دین کی وجہ سے جو کامیابی ملے گی وہ کبھی ختم نہ ہوگی دنیا میں ساتھ ہوگی اور موت کے وقت بھی ساتھ ہوگی قبر میں بھی ساتھ ہوگی اور حشر کے میدان میں بھی ساتھ ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا تھا ہر نبی کے ساتھ ایک دین تھا اور ایک دین کی دعوت، دین کی دعوت کی وجہ سے لوگوں کو ہدایت ملتی تھی پھر جب نبی علیہم السلام دنیا سے رخصت ہو جاتا تو کچھ زمانے تک تو لوگوں میں دین کے باقی رہتا لیکن دین کی محنت نہ کرنے کی وجہ سے پھر لوگوں میں گمراہی پھیلنا شروع ہو جاتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کو مبعوث فرماتا تھا اس طرح سلسلہ جاری تھا کہ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صرف عرب کے لیے نہیں بھیجا بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لیے قیامت تک اس لیے تو ارشاد فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا سورة الاعراف ۱۵۸

ترجمہ: کہہ دو اے لوگو! میں تو تم سب کے لیے رسول ہوں اس سے قیامت تک کے لوگ مراد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اول نمبر میں علماء کا کام ہے اس لیے تو ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَخَوَافِرُ شَوْءِ دِينِنَا وَلَا دَرْهَمًا
یقیناً علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور یقیناً انبیاء علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا۔

اور ایک دوسرے روایت میں ارشاد ہے:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ عَالِمِي الْأَوَّلِ قَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَهُ يَوْمَ أَخَذَ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ۔
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عالم مگر اللہ تعالیٰ ان سے وعدہ لیا ہے جس دن انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا یعنی دین کی اشاعت کی اور ایک دوسرے کی مدد کی۔

کنز العمال جلد ۱۳ ص ۱۳۳

تو اس لیے اول یہ کام ہر عالم کافرینہ اور بعد میں ہر امتی کافرینہ ہے اور نہ صرف یہ کہ مردوں کا بلکہ ہر عورت پر بھی اپنی طاقت کے مطابق یہ ذمہ داری عائد ہے۔

مثال کے طور پر ایک جگہ پر آگ لگی ہوئی ہے اور اس جگہ پر ایک اندھا ہو اور ایک لنگڑا ہو اور ایک وہ شخص جو صبح سالم ہو اب آگ کا بچھانا تو ہر ایک

کافرینہ ہے صبح سالم آدمی پر سب سے زیادہ ذمہ داری ہے لیکن اندھا اور لنگڑا بھی اس کافرینہ سے خارج نہیں ان پر بھی یہ فرض ہے کہ بہ آواز بلند اور لوگوں کو آگ سے خبردار کرے اسی طرح عورتیں بھی بے دینی کی آگ کو بجھا دیں اور غیر علماء بھی آج کل بے دینی کی آگ ہر جگہ اور ہر گھر میں لگی ہوئی ہے اور ہر جگہ یہ تین طبقے موجود ہوتے ہیں یعنی علماء کرام اور مرد اور عورتیں اب یہ تینوں کافرینہ ہے کہ اس آگ کو بجھا دیں۔ یہ نہیں کہ علماء تو اس آگ کے بجھانے میں لگ جائیں اور مرد عورتیں اس کو دیکھتے رہیں بلکہ یہ تو ہر ایک کافرینہ ہے کہ آگ کو بجھائے اللہ تعالیٰ ہمارے سب علماء کرام اور غیر علماء کو دین کی محنت کے لیے احسن طریقہ سے قبول فرمائے۔

آخر میں میں پھر علماء کرام سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح آپ درس و تدریس کے لئے وقت مقرر کرتے ہیں اسی طرح اس وقت میں سے تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ایک ایک سال کیلئے وقت نکالیں جس طرح آپ حضرات کو معلوم ہو گا کہ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام اس وقت سال سال کی جماعتوں میں چل رہے ہیں اور جب تک سال کے لیے موقع نہ ملے تو کم سے کم مقامی گشت اور ہر مہینہ میں ۳۰ یوم اپنے مقتدیوں کے ساتھ ضرور لگایا کریں۔ اور مسلمانوں کو یہ دعوت دیں کہ اپنا مال جان اور وقت دین پر لگائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اور پوری امت کے لیے نول کے لیے اور عورتوں کے لیے یہ کام آسان بھی فرمائے اور قبول بھی فرمائے،

آمین!

ہماری نئی آنے والی کتاب

اس امت
کا کام
اور مقام

مولانا امجد اللہ صاحب
مدرسہ اسلامیہ پشاور
مدرسہ اسلامیہ پشاور

ناشر

مکتبہ المعارف محلہ جنگلی پشاور